ایمان وعمل کی اصلاح کے لیے دلچسپ حکایات اور سبق آموز رو...

ہمارے ہمسفر بنیں

تالیف فضیلۃ الشیخ محمد بن عبدالرحمن محمد العریفی حفظہ اللہ

مترجم فضیلۃ الشیخ انصار زبیر محمدی حفظہ اللہ

مکتبہ بیت السلام لاہور / ریاض

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ

کے نام سے شروع کرتا ہوں

جو بڑا ہی مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے

DATA ENTERED

ہمارے ہمسفر بنیے

Marfat.com

Marfat.com

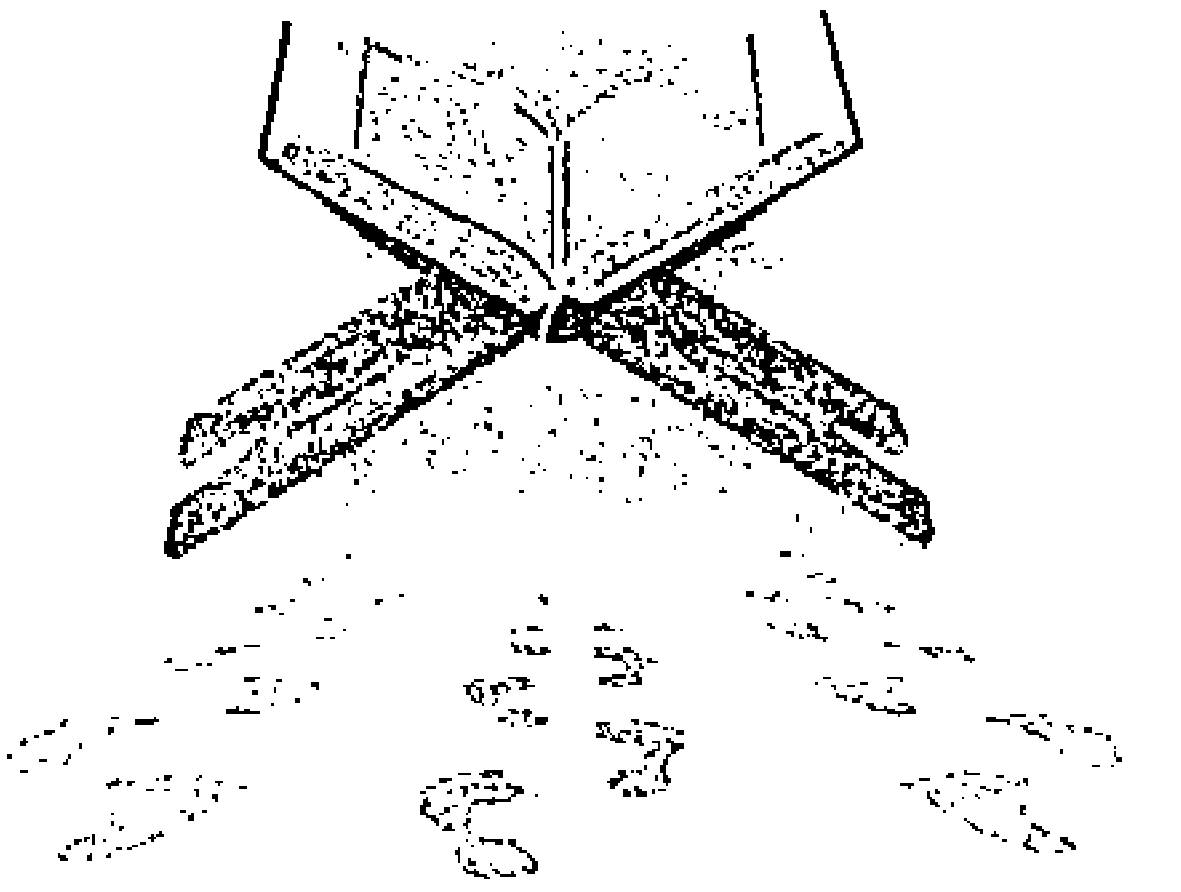

تالیف فضیلۃ الشیخ محمد بن عبدالرحمن محمد العریفی حفظہ اللہ مترجم فضیلۃ الشیخ انصار زبیر محمدی حفظہ اللہ

مکتبہ بیت السلام لاہور ریاض رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور
Tel: 042-37361371 Mob: 0321-9350001

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

مکتبہ بیت السلام

کتاب وسنت کی اشاعت کا معیاری ادارہ

اشاعت .... اگست 2015ء

مکتبہ بیت السلام
کتاب وسنت کی اشاعت کا معیاری ادارہ
ریاض Tel: +966114381155 - +966114381122 Fax: +966114385991
Mob: +966542666646,+966566661236,+966532666640
رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور
Tel: 042-37361371
Mob: 0321-9350001
0320-6666123
لاہور Email: bait.us.salam1@gmail.com
Fb:Baitussalam book store

Marfat.com

فہرست

❀ عرضِ ناشر	9
❀ عرضِ مترجم	11
❀ مقدمہ	17
❀ تلاطم خیز سمندر	21
❀ سفینہ نجات	27
❀ شرک کا آغاز	30
❀ ایک واقعہ	32
❀ جب قیدی نے حقیقت کا اعتراف کیا	35
❀ ایک عبرت ناک واقعہ	41
❀ شرک کی چند صورتیں	44
❀ ناریل کی پوجا	47
❀ قبوں اور مزاروں پر ایک دردناک تبصرہ	52
❀ داستاں جعلی قبروں کی...... ایک ولی کی متعدد قبریں	55
❀ شیخ برکات کی برکتیں؟ ایک جعلی پیر کی حقیقی کہانی	58
❀ مدعی توحید کے اور شرک سے یہ ساز باز!	68
❀ شرک و بدعت کی انتہا	69
❀ قبروں کی زیارت کے آداب	69

Marfat.com

❀ نالۂ دل	72
❀ شرک کیسے پروان چڑھا؟	76
❀ شرک کے وارثوں اور درگاہوں کے سجادہ نشین	79
❀ چار شبہات اور ان کے جوابات	83
❀ صدائے دلِ درمند قبروں اور قبوں سے آس لگانے والوں سے ایک درخواست	89
❀ شرک کے چند وسائل	92
✿ غیر اللہ کی قسم کھانا	92
✿ تعویذ گنڈہ لٹکانا	93
✿ تعویذ کی قسمیں	94
✿ علم غیب کا دعوی کرنا	95
✿ جادو، کہانت اور قیافہ شناسی	96
✿ ایمانی غیرت کا ایک واقعہ	97
❀ کہانت	99
✿ یادگاری مجسموں کی تعظیم کرنا	101
❀ وسیلہ	103
✿ بدعی وسیلہ	103
✿ جائز اور شرعی وسیلہ	103
❀ ارکانِ ایمان	105
✿ اللہ پر ایمان لانا	105
✿ فرشتوں پر ایمان لانا	106

Marfat.com

❀ آسمانی کتابوں پر ایمان لانا	107
❀ انبیا اور رسولوں پر ایمان لانا	108
❀ یومِ آخرت پر ایمان لانا	110
❀ تقدیر پر ایمان لانا	113
❀ ایمان کے منافی امور	114
❀ دین کا مذاق اڑانا	114
❀ غیر شرعی قوانین سے فیصلہ کرنا	114
❀ کافروں سے دوستی یا مومنوں سے دشمنی	116
❀ ایمان میں سب سے بڑا عیب	119
❀ خرابیِ ایمان	120
❀ عجوبہ	124
❀ رمضان کی ستائیسویں شب محفل منعقد کرنا	125
❀ اسرا و معراج کی بدعت	126
❀ پندرھویں شعبان کی بدعت	126
❀ نواقضِ اسلام	128
❀ تارکِ نماز	131
❀ زکات نہ دینا	136
❀ خاتمہ	138

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسان کی تخلیق کا مقصد اپنی عبادت اور وحدانیت کا اقرار بتایا ہے، اسی مقصد کے لیے دنیا میں انبیا و رسل اور کتب وصحف بھیجے گئے، تا کہ لوگ ان کی راہنمائی میں راہِ توحید پر گامزن ہو کر شیطان کے دام میں گرفتار ہونے سے محفوظ رہ سکیں۔ یہی وہ دعوت تھی جو ہر پیغمبر اپنی قوم کو دیتا رہا، لیکن ہر قوم اسے تسلیم کرنے سے انکار کرتی اور اس کے لیے مختلف حیلوں اور حجتوں کا اظہار کرتی رہی۔ دراصل یہ شیطان ہی کا بہکاوا ہے، جس کے ذریعے وہ لوگوں کو شاہراہِ توحید پر چلنے سے روکتا رہا ہے اور اب بھی وہ یہی ہتھیار استعمال کر رہا ہے۔

قرآن مجید میں مختلف اقوام وملل کی گمراہی کے جو اسباب بیان کیے گئے ہیں، ان میں بت پرستی، بزرگ پرستی، عقیدت ومحبت میں غلو اور آبا و اجداد کی اندھی تقلید نمایاں طور پر بیان کیے گئے ہیں۔ اور آج بھی یہ اسباب اپنی مختلف شکلوں میں امتِ محمدیہ میں کارگر ہیں، جن کی بنا پر بہت سے لوگ توحید کا راستہ کھو دیتے ہیں اور آبا واجداد کی محبت میں غلو اور اندھی تقلید کے نتیجے میں شیطان کے پھندے میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب میں عقیدۂ توحید کو بڑے حسین پیرائے میں واقعاتی اسلوب میں بیان کیا گیا ہے، جس میں پہلی قوموں کی ضلالت کے اسباب کا تذکرہ بھی

Marfat.com

موجود ہے اور امتِ مسلمہ میں شرک کے مختلف مظاہر کے عوامل کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ایک تازیانۂ عبرت ہے ان لوگوں کے لیے جو توحیدِ ربانی سے ہٹ کر گمراہ کن عقائد و افکار کا شکار ہو چکے ہیں اور اس کے لیے قرآن وسنت کے بجائے جھوٹی کرامتوں اور شعبدہ بازیوں کا سہارا لیتے ہیں۔

اس کتاب کے مولف عالمِ عرب کے مشہور عالم اور نامور دانشور فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبدالرحمان بن العریفی ہیں جو علم و تحقیق کے میدان میں بڑی قدآور شخصیت اور متعدد کتابوں کے مولف ہیں، ان کی کتب بڑے جذبے اور اشتیاق سے پوری دنیا میں پڑھی جاتی ہیں، جس کی وجہ ان کا دل چسپ اسلوب، گہرا تجزیہ اور مستند معلومات ہیں۔ امید ہے کہ یہ کتاب بھی ان کی دیگر کتب کی طرح عام و خاص میں قبولیت حاصل کرے گی اور بہت سے گم گشتہ راہ اس کی بدولت راہِ ہدایت کو پالیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کے مولف اور مترجم کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس عمل کی تکمیل میں حصہ لینے والے تمام حضرات کے لیے اسے بلندیِ درجات کا سبب بنائے۔ آمین یارب العالمین

والسلام

ابو میمون حافظ عابد الٰہی (ایم۔اے)

مدیر مکتبہ بیت السلام لاہور۔ ریاض

Marfat.com

عرضِ مترجم

الحمد لله رب العالمين، والعاقبة للمتقين، والصلاة والسلام علیٰ أشرف الأنبياء والمرسلين، نبينا محمد وعلیٰ آله وصحبه أجمعين وبعد:

1 حرم مکی کے امام شریف فضیلۃ الشیخ سعود الشریم ﷾ تراویح کی ساتویں یا آٹھویں رکعت میں سورت ہود کی تلاوت فرما رہے تھے۔ پورا حرم نمازیوں سے بھرا ہوا تھا۔ شیخ سعود الشریم اپنے مخصوص لہجے میں سماں باندھے ہوئے تھے، جب وہ اس آیت پر پہنچے:

﴿يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ﴾ [هود: ٤٢]

''پیارے بیٹے! تو (بھی) ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں میں شامل نہ ہو۔''

تو اچانک ان کی آواز لڑکھڑائی۔ تھوڑی دیر کے لیے ہچکی بندھ گئی اور بمشکل آیت پوری کر کے رکوع چلے گئے۔ نوح علیہ السلام کی شفقتِ پدری، اولاد کی محبت اور شرک کا انجام یاد آ گیا، چونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ طوفان کے وقت ان کا بیٹا ایک کنارے پر کھڑا تھا۔ نوح علیہ السلام نے اسے پکار کر کہا: پیارے بیٹے! ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں میں شامل نہ ہو۔

اس سرزمین میں شرک کا آغاز حضرت نوح علیہ السلام کی قوم سے ہوا۔ آپ

Marfat.com

نے جب اپنی قوم کے سامنے توحید کی دعوت پیش کی، شرک سے ڈرایا تو قوم کے لوگوں نے نوح علیہ السلام کا مذاق اڑایا اور اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے۔ جب قوم پر عذابِ الٰہی کا وقت قریب آ گیا تو نوح علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے ایک کشتی بنائی۔ جب کشتی تیار ہوگئی تو قوم کے لوگوں سے کہا: اے میری قوم کے لوگو! تم پر عذاب آنے والا ہے، تم میں سے جو شخص اس کشتی میں سوار ہوگا، وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جائے گا۔

﴿ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَ مُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ [هود: ٤١]

''اس کشتی میں بیٹھ جاؤ، اللہ ہی کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے۔ یقیناً میرا رب بڑی بخشش اور بڑے رحم والا ہے۔''

وہ کشتی اتنی عظیم تھی کہ پہاڑوں جیسی موجوں میں بھی با آسانی چلی جا رہی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے لڑکے کنعان سے، جو ایک کنارے پر کھڑا تھا، پکار کر کہا: اے میرے پیارے بچے! ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں میں شامل نہ ہو، مگر چونکہ ان کا لڑکا آخرت پر ایمان نہیں رکھتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا منکر تھا، اس نے جواب دیا:

﴿سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ﴾ [هود: ٤٣]

''میں کسی پہاڑ کی طرف (پناہ میں) آ جاؤں گا، جو مجھے پانی سے بچا لے گا۔''

نوح علیہ السلام نے اسے سمجھایا اور کہا:

﴿لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ﴾ [هود: ٤٣]

Marfat.com

''آج اللہ کے حکم سے کوئی نہیں بچ سکتا، صرف وہی بچیں گے جن پر اللہ کا رحم ہو۔''

﴿وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ﴾ [هود: ٤٣]

''اسی وقت ان دونوں کے درمیان موج حائل ہوگئی اور وہ ڈوبنے والوں میں سے ہوگیا۔''

اس لیے کہ اس نے سفینہ نجات میں سوار ہونے سے انکار کر دیا تھا۔

2 ایشائی ممالک کا ایک مزدور تھا۔ وہ دن بھر ڈیوٹی کرنے کے بعد ایک شاہراہ پر پیدل چلتا ہوا اپنے کسی ہم وطن اور ہم زبان دوست سے ملاقات کے لیے جا رہا تھا۔ پردیس کی زندگی میں اپنے حالات سنا کر دل کا بوجھ ہلکا کرنے کی خاطر وہ پیدل ہی چلا جا رہا تھا۔

اچانک ایک خوب صورت گاڑی اس کے قریب آ کر رکی، گاڑی کا مالک ڈرائیونگ بھی کر رہا تھا۔ گاڑی روک کر اس سے کہا: ''اِرْكَبْ مَعَنَا'' ''میرے ساتھ بیٹھ جاؤ'' مزدور کو ٹوٹی پھوٹی عربی آتی تھی، وہ بات سمجھ گیا اور گاڑی میں بیٹھ گیا۔ پہلے اس نے اس کے دوست سے ملایا، پھر دونوں کو ساتھ لے کر اسلامک دعوت سنٹر کی طرف چل دیا۔ دعوت سنٹر میں دنیا کی مختلف ملکوں کے مختلف زبانوں کے دعاۃ (مبلغ) ومترجم رہتے ہیں۔ ایک داعی نے اس کی زبان کے لحاظ سے اسے چند کتابوں اور کیسٹوں کا تحفہ دیا اور اسلام کی حقانیت واضح کرنے کے لیے ہلکا سا لیکچر بھی دیا، پھر دوسری ملاقات کا وقت مقرر کر کے وہ رخصت ہوگئے۔ مزدور شخص نے چند ہی دنوں کے اندر اپنے خالی اوقات میں وہ تمام کتابیں اور کیسٹیں پڑھ اور سن لی تھیں، اب اس کے دل پر ایمان کا نقش جم

Marfat.com

چکا تھا اور اس کے دل میں ایمان کی محبت رچ بس چکی تھی، لہٰذا وہ اسلام میں داخل ہونے اور کلمہ پڑھنے کے لیے بے قرار تھا۔ اس بار وہ پیدل ہی اسلامک دعوت اینڈ گائیڈینس سنٹر چل کر گیا اور اپنے قبولِ اسلام کا اعلان کیا، اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج وہ ایک کامیاب داعی اور باعمل مسلمان کی زندگی گزار رہا ہے۔

3 غزوۂ احد کے زخمیوں میں ایک زخمی (اصیرم رضی اللہ عنہ) تھے، جن کا نام عمرو بن ثابت تھا، ان میں زندگی کی تھوڑی سی رمق باقی تھی، اس سے قبل انھیں اسلام کی دعوت دی جاتی تھی، مگر وہ قبول نہیں کرتے تھے، اس لیے لوگوں نے (حیرت سے) کہا کہ یہ اصیرم کیسے آیا ہے؟ اسے تو ہم نے اس حال میں چھوڑا تھا کہ وہ اس دین کا منکر تھا، چنانچہ ان سے پوچھا گیا کہ تمھیں کون سی چیز یہاں لے آئی ہے؟ قوم کی حمایت کا جوش یا اسلام کی رغبت؟ انھوں نے کہا: اسلام کی رغبت، درحقیقت میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا، اس کے بعد اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں شریکِ جنگ ہوا، یہاں تک کہ اب اس حالت سے دوچار ہوں جو آپ لوگوں کے سامنے ہے، پھر اسی وقت ان کا انتقال ہوگیا۔ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''وہ جنتیوں میں سے ہے۔''

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حالاں کہ اس نے ایک وقت کی بھی نماز نہیں پڑھی تھی، کیوں کہ اسلام لانے کے بعد ابھی کسی نماز کا وقت آیا ہی نہ تھا کہ وہ شہید ہوگئے۔ (زاد المعاد ۲/۹۲، بحوالہ الرحیق المختوم للمبارکفوری ص: ۳۸۰)

4 وہ افریقی ممالک کا ایک مزدور تھا۔ کلمہ شہادت کا اقرار کرنے کے بعد

Marfat.com

اسلام کی نعمت اپنے دامن میں سمیٹے دعوت سنٹر کی سیڑھیوں سے اتر رہا تھا کہ اس کے قدم لڑکھڑائے اور دھڑام سے زمین پر گر گیا، وہیں اس کی روح پرواز کرگئی، (إنا للّٰه وإنا إليه راجعون) چند لمحہ پہلے وہ کافر تھا، مسلمان ہونے کے تھوڑی دیر بعد ہی اس کا انتقال ہو گیا، اس پر بھی کسی نماز کا وقت نہیں آیا تھا۔

ایک بڑی قانونی دشواری اس کی تجہیز و تدفین اور نمازِ جنازہ کے آڑے آرہی تھی، کیوں کہ اس کا پاسپورٹ اور دوسرے تمام کاغذات غیر مسلم کی حیثیت سے تھے، اس کے غیر مسلم احباب اور اہلِ وطن بھی کافرانہ طرز پر اس کی آخری رسومات ادا کرنے پر مصر تھے۔ دعوت سنٹر کے ڈائریکٹر نے شیخ ابن باز رحمہ اللہ کو صورتِ حال کی خبر دی، شیخ رحمہ اللہ نے اپنے اختیارات اور اثر ورسوخ سے اس کی تدفین اور نمازِ جنازہ کی مشکلات حل فرما دیں۔

سبحان اللہ! چند لمحوں قبل وہ کافر تھا، مگر اب وہ مسلمان ہو کر کاروانِ توحید کا مسافر بن چکا تھا۔ اس کے جنازے میں شرکا کی اتنی بڑی تعداد تھی کہ اس شہر کے لوگوں نے بہت ہی کم جنازوں میں ایسی تعداد دیکھی تھی۔ غور کیجیے کتنا بڑا فائدہ ہوا توحید کی کشتی میں سوار ہونے کا!

زیرِ نظر کتاب ''ہمارے ہم سفر بنیں'' جو عربی زبان کی ایک کتاب ''اِرْکَبْ مَعَنَا'' کا اردو ترجمہ ہے۔ مولف نے اپنے مخصوص لہجے میں توحید کی دعوت پر یہ رسالہ تیار کیا ہے، جسے ہم نے مفید سمجھ کر اردو قالب میں ڈھالا ہے، حسبِ ضرورت تعلیق و اضافے سے کام لیا ہے، آیات واحادیث کی تخریج کر دی ہے، بعض واقعات پر تعلیق سے کام لیا ہے، بعض مقامات پر اضافہ کرتے ہوئے

Marfat.com

کئی کئی صفحات بڑھ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس رسالے سے لوگوں کو نفع پہنچائے اور ہمیں دعوتِ توحید کے فریضے کی انجام دہی کی کماحقہ توفیق عطا فرمائے۔ اس رسالے کو ہمارے لیے، ہمارے والدین، اساتذہ اور "مکتب توعیة الجالیات الجبیل" کے ذمے داران کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔

کتاب پر نظر ثانی ہندو پاک کے ایک علمی خانوادے کے معروف محقق فضیلۃ الشیخ غازی عزیر ﷾ نے اپنی انتہائی مصروفیت کے باوجود فرمائی ہے۔

استادِ محترم ڈاکٹر فضل الرحمان مدنی ﷾ کے بعد شیخ غازی عزیر ﷾ کی علمی سرپرستی، میرے تالیفی کاموں میں اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت اور فضلِ خاص ہے۔

شیخ کی مراجعت کے بعد برادرِ محترم مختار احمد محمدی مدنی ﷾ داعیہ مکتب توعیة الجالیات الجبیل، نے بھی ایک نظر دیکھ کر اپنے مفید مشوروں سے نوازا ہے۔ میں اپنے علم دوست احباب، مشفقین اور علمی سرپرستوں کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

فَجزَاهُمُ اللّٰهُ خَيرَ الجَزَاءِ وَبَارِكْ فِيهِمْ وَنَفَعَ بِهِمُ الإِسْلَامَ وَالمُسْلِمِينَ إِنَّهُ وَلِيُّ ذٰلِكَ وَالقَادِرُ عَلَيْهِ.

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلىٰ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ وَبَارِكْ وَسَلَّمَ.

ابو عبدالرحمٰن انصار زبیر محمدی

مکتب توعیة الجالیات بالجبیل

3 محرم الحرام 1424ھ بمطابق 7 مارچ 2003ء

Marfat.com

مقدمہ

الحمد للّٰه رب العالمين والعاقبة للمتقين، والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء نبينا محمد و علیٰ آله وصحبه أجمعين، وبعد:

① ایک شخص انتہائی افسردگی اور اداسی کے عالم میں آ کر میرے سامنے بیٹھ گیا اور کہنے لگا: شیخ صاحب! میں غربت (پردیس کی زندگی) سے عاجز آ گیا ہوں۔ میں نے کہا: اللہ کی ذات سے امید ہے کہ وہ تمھیں جلد ہی اپنے اہل وعیال میں واپس لوٹا دے گا۔ اس نے غم زدہ لہجے میں روتے ہوئے کہا: شیخ صاحب قسم ہے اللہ کی! اگر آپ اہل وعیال سے ملنے کا میرا اشتیاق جان جائیں یا اہل وعیال کی مجھ سے ملنے کی تمنا جان جائیں تو کیا آپ میری اس بات پر یقین کریں گے کہ میری والدہ نے میری واپسی کی دعا مانگنے کے لیے چار سو میل سے زیادہ کا سفر فلاں بزرگ کے مزار پر حاضری دینے لیے کیا ہے، وہ بڑے بابرکت ولی ہیں، ان کی بارگاہ میں دعائیں رد نہیں کی جاتیں، مصیبتیں دور کی جاتی ہیں، حاجتیں پوری کی جاتی ہیں اور پکارنے والوں کی پکاریں بھی سنی جاتی ہے۔ مرنے کے بعد بھی اس دربار کا یہ فیض جاری ہے۔

② دوسرا واقعہ مجھ سے میرے شیخ علامہ ابن جبرین حفظہ اللہ نے بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں میدانِ عرفات میں تھا، لوگوں کے جسم احرام میں لپٹے

Marfat.com

ہوئے اور ان کی ہتھیلیاں بارگاہِ الٰہی میں اٹھی ہوئی دست بہ دعا تھیں۔ تمام لوگ اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنے، رونے اور گڑگڑانے میں مصروف تھے۔ ہم لوگ بھی آسمان سے نزولِ رحمت کی تمنا لیے خشوع اور خضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہے تھے۔

اچانک میری نظر ایک عمر دراز شخص پر پڑی جس کی ہڈیاں پتلی ہو چکی تھیں، جسم کمزور ہو چکا تھا، کمر جھک چکی تھی، وہ شخص ہاتھ اٹھائے بار بار یہی دعا کر رہا تھا کہ اے اللہ کے فلاں ولی مجھ پر رحم کیجیے، میری مصیبت دور کر دیجیے، اللہ سے میری خاطر سفارش کر دیجیے، وہ شخص دعائیں کر رہا تھا اور بے تحاشا رو رہا تھا۔ یہ منظر دیکھ کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میرا جسم دہل گیا، میں نے اسے نصیحت کرتے ہوئے کہا: اللہ سے ڈرو! غیر اللہ کو نہ پکارو! اللہ کے سوا کسی دوسرے سے حاجتیں کیوں طلب کرتے ہو؟ یہ ولی بھی تو تمھاری طرح ایک غلام بندے کی طرح اللہ کی مخلوق ہیں، نہ یہ تمھاری پکار سن سکتے ہیں اور نہ تمھیں جواب دے سکتے ہیں۔ تم صرف اللہ وحدہ لاشریک کو پکارو۔ یہ باتیں سن کر وہ شخص میری طرف مڑا اور گویا ہوا:

اے سن رسیدہ شخص! میں آپ کو بتا دوں کہ اللہ کے ہاں فلاں ولی کی قدر و منزلت اور رسائی کا آپ کو علم نہیں ہے۔ میرا تو اس بات پر یقینی اور قطعی ایمان ہے کہ ان کی اجازت کے بغیر نہ تو آسمان سے بارش کا کوئی قطرہ برستا ہے اور نہ زمین ہی میں کسی دانے سے سبزہ اُگتا ہے۔ جب اس نے اپنی بات کہہ لی تب میں نے اس سے کہا: اللہ بلند و برتر ہے، تم نے اللہ کے لیے کیا باقی چھوڑا؟ اللہ سے ڈرو! میری ان باتوں کو سنتے ہی وہ پیٹھ پھیر کر وہاں سے چلا گیا، پھر

Marfat.com

دوبارہ نظر نہیں آیا۔

رہا تیسرا، چوتھا اور پانچواں تو ایسے لوگوں کا تذکرہ آپ کتاب کے آیندہ صفحات میں پائیں گے۔

سبحان اللہ! یہ غیر اللہ کی طرف دوڑنے والے اور اپنے مُردوں سے اپنی حاجتیں طلب کرنے والے کہاں کہاں ہیں؟ اپنی مصیبتوں میں بوسیدہ ہڈیوں کو پکارنے والے اور بے جان جسموں سے آس لگانے والے؟ وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے کس قدر دور ہیں؟ وہ اللہ تعالیٰ جو مالکِ کائنات ہے، رحمِ مادر میں بچے کی حرکات کا علم رکھتا ہے، مصیبت زدوں کی پکار سنتا ہے، وہ قطعاً اس بات کو نہیں پسند کرتا کہ اس کے بندے اس کے علاوہ کسی اور کو پکاریں۔

اگر آپ کو رونا ہے تو امتِ مسلمہ کے حال پر روئیں، آنسو بہانا ہے تو مسلم سماج کی حالتِ زار پر آنسو بہائیں، مسلم ممالک کی طرف اپنی نظر گھمائیں تو آپ دیکھیں گے کہ آستانے، مقبرے، مزارات اور درگاہیں، مصیبتوں میں غیر اللہ کو پکارنے اور ضرورتوں میں مدد طلب کرنے کا ملجا و ماوی بنی ہوئی ہیں۔ بچہ عہدِ طفولیت ہی سے اس مشرکانہ روش پر تربیت پاتا ہے، پھر نوجوان ہو کر بوڑھا ہو جاتا ہے، پھر اسی پر وفات پا جاتا ہے۔

ہمارے یہ کلمات انہی لوگوں کے لیے ہیں، بلکہ شرک میں غرق ان مردوں اور عورتوں کے لیے یہ درد و کرب بھری ایک پکار ہے اور دعوت ہے، جو اس تلاطم خیز دریا کی موجوں کا شکار ہوئے اور گہری کھائیوں میں گر کر گمراہ ہو گئے ہیں، وہ لوگ سفینہ نجات سے پیچھے رہ گئے اور ان کی موت حالتِ شرک میں ہوئی، جب کہ وہ خود کو مسلمان سمجھتے تھے۔ یقیناً یہ سفینہ توحید ہے، کشتی نوح

Marfat.com

کی مانند سفینہ نجات ہے، جو اس میں سوار ہوا، نجات پا گیا اور جو پیچھے رہ گیا وہ ہلاک ہو گیا۔

مسلم ممالک میں ہم نے کتنے ہی عزیز و اقارب، دوست و احباب، بھائیوں اور پڑوسیوں کو دیکھا ہے، جن کی دنیوی زندگی کی تمام تر کوششیں ضائع ہو گئیں اور وہ اسی گمان میں رہے کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔ لہٰذا یہ کتاب ان سب کے لیے ایک صدا ہے کہ وہ صرف اللہ وحدہ لاشریک کی ہی عبادت کریں۔

محمد بن عبدالرحمان العریفی

پی ایچ ڈی عقیدہ و مذاہبِ عصرِ حاضر

Marfat.com

تلاطم خیز سمندر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی أَشْرَفِ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ أَجْمَعِیْنَ، وَبَعْدُ:

دنیا کفر و شرک سے اٹی پڑی تھی، ہر طرف شرک و بت پرستی کا غلبہ تھا۔ کوئی بتوں کو پکار رہا تھا تو کوئی قبروں سے آس لگائے بیٹھا تھا۔ کوئی انسان کی پوجا کر رہا تھا تو کوئی شجر و حجر کی عبادت میں مصروف تھا، ان کے حقیقی رب نے موحدین اہلِ کتاب کے علاوہ عرب و عجم کی پوری کائنات کی طرف ناراضی سے دیکھا تو اسے ان سرداروں کے درمیان ایک بڑا اونچا مقام عمرو بن جموح کا نظر آیا، جس کے پاس مناف نامی اپنا ذاتی بت تھا، وہ اس کا تقرب حاصل کرتا اور اس کے سامنے سجدہ کرتا۔ وہ یہ سمجھتا تھا کہ اس کا مناف مصیبتوں میں اسے سہارا دیتا اور اس کی ضرورتیں پوری کرتا ہے۔ عمرو بن جموح اس کی عظمت و تقدس کا دم بھرتا، اس کی تزئین و آرائش پر جان چھڑکتا، اسے معطر و خوش لباس رکھنے میں حد درجہ سخاوت سے کام لیتا، لکڑی سے تراشے ہوئے اس دیوتا سے وہ اپنی آل و اولاد سے بڑھ کر محبت کرتا:

میرے ہاتھوں کے تراشے ہوئے پتھر کے صنم
آج بھگوان بنے بیٹھے ہیں بت خانوں میں

ہوش سنبھالنے کے بعد سے لے کر عمر کے ساٹھ برس تک اس کی یہی

Marfat.com

حالت رہی۔

جب مکے میں نبی کریم ﷺ کی بعثت ہوئی اور آپ ﷺ کے حکم سے اسلام کی دعوت کا فریضہ انجام دینے کے لیے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں قدم رنجاں ہوتے ہیں تو آپ کی دعوت رنگ لاتی ہے۔ عمرو بن جموح کے علم کے بغیر ہی اس کے تین بیٹے اپنی والدہ سمیت مشرف باسلام ہو جاتے ہیں:

دیوتا میرے آنگن میں اتریں گے کب؟ زندگی بھر یہ سوچتا رہ گیا

میرے بچوں نے تو چاند کو چھو لیا اور میں چاند کو پوجتا رہ گیا

قبولِ اسلام کے بعد تینوں بیٹے اپنے اسلام کی بشارت دینے کی خاطر اپنے والد کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں: والدِ محترم! مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جو پیغام لے کر آئے ہیں، اسے سارے لوگ بڑی تیزی سے قبول کر کے اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ اس کے بعد قرآن کا کچھ حصہ پڑھ کر اپنے والد کو سناتے ہیں اور اسلام کی دعوت دے کر پوچھتے ہیں: ابا جان! اس دعوت کے سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

باپ نے جواب دیا: اس سلسلے میں اپنے دیوتا مناف سے مشورہ کیے بغیر میں کوئی قدم نہیں اٹھاؤں گا، پھر عمرو مناف کے پاس جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ مناف کو پوجنے والے اس سے مناجات کرتے وقت اس کے پیچھے ایک بڑھیا کو بٹھا دیا کرتے تھے، جو ان سے سوالوں کے جوابات دیتی تھی، ان کے معاملات طے کرتی اور ان کے مسائل حل کرتی تھی۔ مناف کے پجاریوں کا خیال تھا کہ ان کا دیوتا اس بڑھیا کو الہام کے ذریعے جواب بتاتا ہے، پس وہ ان لوگوں کے سوالوں کا جواب دیتی ہے۔

١٤١٤٣٥

Marfat.com

عمرو بن جموح اسی مقصد کے لیے اکیلے لنگڑاتے ہوئے بیساکھی کا سہارا لیے اپنے دیوتا مناف کے پاس پہنچے۔ (عمرو ایک پیر کے لنگڑے تھے) پھر دیوتا کی تعظیم واحترام میں وہ اپنے صحیح وسالم پیر پر اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے اور اپنے دیوتا کی حمد وثنا کر کے گویا ہوئے:

''دیوتا جی! بلاشبہ اس قاصد (معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ) کے بارے میں آپ اچھی طرح جانتے ہیں، وہ آپ کے سوا کسی کا برا نہیں چاہتا۔ ہمیں آپ کی عبادت سے منع کرتا ہے، اس لیے اے مناف! آپ ہماری راہنمائی کیجیے۔ دیوتا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ عمرو نے اپنی بات دوبارہ عرض کی، پھر بھی کوئی جواب نہیں ملا تو عمرو نے کہا دیوتا جی شاید آپ ناراض ہو گئے ہیں؟ اب میں آپ کا غصہ ٹھنڈا ہونے تک چند دن آپ سے کچھ نہیں کہوں گا۔ یہ کہہ کر وہ اسے تنہا چھوڑ کر واپس آ گئے۔ جب رات ہو گئی اور سناٹا چھا گیا تو عمرو بن جموح کے بیٹے مناف کے پاس آئے، اسے اپنے کندھوں پر اٹھایا اور غلاظت کے ڈھیر اور سڑے ہوئے ویران کنویں میں اسے پھینک دیا۔

صبح سویرے عمرو بن جموح جب اپنے دیوتا کو سلامی دینے گئے تو اسے غائب پا کر بلند آواز میں چیخ ماری۔ ہائے افسوس! رات کو کس نے ہمارے دیوتا کے ساتھ دشمنی کی ہے، ان کے گھر والے خاموش رہے۔ پریشانی اور گھبراہٹ کے عالم میں وہ اسے تلاش کرنے نکلے تو اسے اوندھے منہ کنویں میں پڑا ہوا پایا۔ وہ اسے وہاں سے نکال لائے، خوشبو وغیرہ لگا کر پھر اسی جگہ پر اسے لے جا کر رکھ دیا اور مخاطب ہو کر کہا: اے مناف! اللہ کی قسم اگر میں جان جاؤں کہ کس نے یہ حرکت کی ہے تو اس کی خوب خبر لوں!

Marfat.com

دوسری شب اس کے بیٹے پھر اس دیوتا کے پاس آئے، اسے اٹھایا اور لے جا کر اسی بدبودار کنویں میں پھینک دیا۔ صبح دم جب عمرو نے اسے تلاش کیا تو پھر اپنی جگہ اسے نہ پایا، وہ سخت سیخ پا ہوئے اور دھمکی وغیرہ دینے کے بعد پھر اسے کنویں سے نکال لائے اور غسل دے کر خوشبو وغیرہ لگا کر پھر اسے وہیں نصب کر دیا۔

اس کے بیٹے دیوتا کے ساتھ ہر رات یہی حرکت کرتے اور وہ اسے نکال کر صفائی وغیرہ کرتے تھے، جب معاملہ حد سے آگے بڑھ گیا تو ایک رات سونے سے پہلے اس کے پاس گئے اور کہا: اے مناف! افسوس ہے تم پر! بکری کا بچہ بھی اپنے پشت پر ہونے والے وار کو روکتا ہے، لیکن یہ اتنا بھی نہیں کر سکتا۔ پھر عمرو نے اس بت کی گردن میں ایک تلوار لٹکا دی اور کہا: اس تلوار کے ذریعے اپنے دشمن سے اپنا دفاع کرنا۔ جب رات کی تاریکی چھا گئی تو اس کے بیٹوں نے مناف کو اٹھایا۔ اس کی گردن میں ایک مردار کتا باندھا اور اسی بدبودار اور سڑے ہوئے کنویں میں پھینک آئے، جب صبح ہوئی اور عمرو بن جموح مناف کو تلاش کرتے ہوئے کنویں کے پاس پہنچے تو اس کی حالت دیکھ کر یہ شعر کہا ع

وَرَبٌّ يَبُوْلُ الثَّعْلَبَانُ بِرَأْسِهِ
لَقَدْ خَابَ مَنْ بَالَتْ عَلَيْهِ الثَّعَالِبُ

"ایسا دیوتا جس کے سر پر لومڑی پیشاب کرے، وہ کس قدر نامراد و محروم ہے جس کے سر پر لومڑیاں پیشاب کرتی ہوں!!"

یہ کہہ کر آپ مسلمان ہو گئے اور پھر دین کے میدان میں صالحین میں شامل ہو کر سبقت حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔

ذرا ان کی ایمانی شان دیکھیے کہ جب مسلمانوں نے غزوہ بدر میں جانے

Marfat.com

کا ارادہ کیا تو ان کی ضعیفی اور سخت لنگڑے پن کی وجہ سے ان کے بیٹوں نے انھیں جنگ میں شریک ہونے سے منع کیا، جب انھوں نے جہاد میں شرکت کے لیے سخت اصرار کیا تو ان کے بچوں نے اس بارے میں نبی کریم ﷺ سے تعاون چاہا، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے انھیں مدینے ہی میں ٹھہرنے کا حکم دیا تو وہ اپنا اصرار ترک کر کے مدینے میں ٹھہرے رہے۔

جب غزوہ احد کا وقت آیا تو عمرو بن جموح نے جہاد کے لیے نکلنے کا ارادہ کیا، ان کے بیٹوں نے انھیں پھر منع کیا، جب بیٹے انھیں بار بار منع کرتے رہے تو انھوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میرے بیٹے مجھے آپ کے ساتھ جہاد میں شریک ہونے سے باز رکھنا چاہتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تمھیں معذور ٹھہرایا ہے۔''

انھوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم میں اپنی اسی بیساکھی کے سہارے جنت میں داخل ہو کر جنت کی سیر کرنا چاہتا ہوں۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے انھیں جنگ میں شریک ہونے کی اجازت دے دی۔
اپنا ہتھیار لے کر وہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں:

((اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي الشَّهَادَةَ، وَلَا تَرُدَّنِي إِلٰى اَهْلِي))

''اے اللہ! مجھے اپنی راہ میں شہادت عطا فرما اور مجھے میرے اہل و عیال میں واپس نہ لوٹانا۔''

جب وہ میدانِ کارزار میں پہنچے، دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں، مجاہدین نے للکارا اور تیر اندازوں نے تیر چلائے تو عمرو بن جموح بھی اپنی تلوار سے ظالم فوجیوں اور بتوں کے پجاریوں سے جنگ کرنے لگے، ایک کافر ان کی طرف بڑھا اور تلوار کے وار سے انھیں شہادت کے مرتبے پر پہنچا دیا،

Marfat.com

نبی کریم ﷺ نے انھیں اپنے ہاتھوں سے دفن کیا۔ اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کے انعام پانے والے بندوں سے جا ملے۔

چھیالیس (46) سال بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مدینے میں سخت ترین سیلاب آیا، جس سے شہدائے احد کے قبرستان میں پانی بھر گیا، بلکہ قبرستان کی ساری زمین زیرِ آب ہوگئی۔ مسلمان شہدا کی لاشوں کو تیزی کے ساتھ دوسری جگہ منتقل کرنے لگے، جب انھوں نے عمرو بن جموح کی قبر کھودی تو ان کی لاش بالکل تروتازہ مٹی اور کیڑوں سے محفوظ تھی، ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وہ سو رہے ہوں۔

غور کیجیے کہ جب ان پر حق واضح ہوا اور انھوں نے اس حق کی طرف رجوع کیا تو اللہ تعالیٰ نے کس طرح خاتمہ بالخیر سے نوازا، بلکہ یہ دیکھیں کہ جب انھوں نے ”لا إله إلا الله“ کے تقاضوں کو پورا کیا تو کس طرح اللہ تعالیٰ نے آخرت سے قبل دنیا ہی میں ان کی تکریم ظاہر کر دی۔ یہ وہ کلمہ ہے جس پر آسمان و زمین قائم ہیں اور اسی کلمے پر اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پیدا کیا ہے، یہی کلمہ دخولِ جنت کا سبب ہے اور جنت و جہنم کی تخلیق بھی اسی کلمے کے لیے ہوئی ہے۔ اسی کلمے کی بنا پر تمام مخلوق مومن و کافر اور صالح و فاجر میں تقسیم ہے۔ اسی لیے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے ان دو سوالوں کا جواب دیے بغیر کوئی بندہ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کر سکے گا:

1. تم کس کی عبادت کرتے تھے؟
2. تم نے رسولوں کی دعوت پر کیا جواب دیا؟

Marfat.com

سفینہ نجات

توحید ہی سفینہ نجات ہے، کیوں کہ توحید کے تقاضوں کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے کتنے ہی لوگ ہلاک ہوئے اور قیامت تک کے لیے ملعون قرار پائے، چونکہ صرف اللہ وحدہ لاشریک ہی رب ہے، اس واسطے بندہ صرف اسی پر توکل کرے، قسم اسی کی کھائے، اسی کی نذر و نیاز مانے، اسی سے توبہ و انابت کرے اور اسی سے خوف کھائے۔ حقیقت میں اسی کو "لا إله إلا الله" کلمہ توحید کی تحقیق کہتے ہیں، اسی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے "لا إله إلا الله" کی شہادت دینے والوں پر جہنم کی آگ حرام کر دی ہے۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے اس واقعے پر نظر ڈالیں:

"وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چل رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے پوچھا: اے معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ معاذ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ اور اس کے رسول ہی جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا بندوں پر حق یہ ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، اور بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ جو بندے اس کے ساتھ شرک نہ کریں، وہ انھیں عذاب نہ دے۔"

(رواه البخاري و مسلم)

"عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

Marfat.com

اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ تم کسی کو اللہ کا ہم سر یا شریک ٹھہراؤ، حالاں کہ اللہ ہی تمھارا خالق ہے۔" (رواه البخاري ومسلم)

یقیناً توحید ہی وہ نعمت ہے جس کی خاطر اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو مبعوث فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾ [النحل: ٣٦]

"ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو، طاغوت اور اللہ کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔"

اللہ کو چھوڑ کر شجر و حجر، بت و مقبرہ، میں سے جن کی بھی عبادت کی جائے، وہ طاغوت ہے۔ رسولوں کا اولین فریضہ توحید کی دعوت ہی تھا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ﴾ [الزخرف: ٤٥]

"اور ہمارے ان نبیوں سے پوچھو جنھیں ہم نے آپ سے پہلے بھیجا تھا کہ کیا ہم نے رحمان کے علاوہ اور معبود بھی مقرر کیے تھے جن کی عبادت کی جائے؟"

بلکہ تمام مخلوق کو اللہ نے صرف اپنی وحدانیت بجالانے کے لیے پیدا کیا ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ [الذاريات: ٥٦]

"میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ (صرف میری) عبادت کریں۔"

Marfat.com

نیز تمام اعمال کی قبولیت کا دارومدار بھی توحید پر منحصر ہے::

﴿وَ لَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ [الأنعام: ٨٨]

''اور بالفرض اگر یہ حضرات (انبیا) بھی شرک کرتے تو جو کچھ بھی اعمال کرتے تھے، وہ سب اکارت ہو جاتے۔''

توحید کے تقاضوں کو پورا کرنے والا ہی نجات پائے گا، جیسا کہ ایک صحیح حدیثِ قدسی ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالىٰ قَالَ: يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا، ثُمَّ لَقِيْتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً))

(رواه مسلم و الترمذي)

''بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ اے ابن آدم! اگر تو زمین بھر کر بھی میرے پاس گناہ لائے گا، مگر مجھ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو میں تجھے اسی کی برابر مغفرت سے بھر دوں گا۔''

توحید کی عظمت اور بلندی کی وجہ ہی سے انبیا علیہ السلام اس کے فقدان سے ڈرتے تھے۔ چنانچہ اہلِ توحید کے باپ، صنم کش اور معمارِ حرم ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ میں دعا کرتے تھے:

﴿وَ اجْنُبْنِيْ وَ بَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ﴾ [إبراهيم: ٣٥]

''اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے پناہ دے۔''

غور کیجیے! ابراہیم علیہ السلام کے بعد کون ہے جو اس بلا سے محفوظ رہ سکتا ہے؟

Marfat.com

شرک کا آغاز

سب سے پہلے شرک کا آغاز نوح علیہ السلام کی قوم میں ہوا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو نبی بنا کر مبعوث فرمایا، آپ نے اپنی قوم کو شرک سے ڈرایا۔ جس نے آپ کی اطاعت کی اور اللہ کی توحید اختیار کی وہ نجات پا گیا اور جو شرک پر اڑا رہا، اللہ نے اسے طوفان کے ذریعے ہلاک کر دیا۔

نوح علیہ السلام کے بعد لوگ ایک عرصے تک توحید پر قائم رہے، پھر ابلیس نے ان کے اندر فساد اور بگاڑ پیدا کرنا شروع کیا، ان کے درمیان اشاعتِ شرک کی مہم چلائی۔ اللہ تعالیٰ بھی لوگوں کو بشارت دینے اور ڈرانے والے انبیا اور رسولوں کو مبعوث کرتا رہا، حتیٰ کہ آخری نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ آپ نے توحید کی دعوت دی، مشرکین سے جہاد کیا اور بتوں کو پاش پاش کیا۔ آپ کی وفات کے بعد امت ایک عرصے تک توحید پر قائم رہی، مگر بعد کے ادوار میں امت کے ایک طبقے میں اولیا اور صالحین کی تعظیم کے نام پر شرک بھی لوٹ آیا۔ پھر کیا تھا، ان اولیا کی قبروں پر قبے تعمیر کیے گئے، ان کے نام کی نذر و نیاز ہونے لگی، ان کے آستانوں پہ جانور ذبح کیے جانے لگے۔

شرک کی اس صورت کو بزعم خویش اولیا اللہ کا وسیلہ اور ان سے عقیدت و محبت کا نام دیا جانے لگا، ان کی عقیدت و محبت اور ان کی قبروں کی تعظیم کو اللہ سے قربت کا ذریعہ سمجھا جانے لگا۔ مگر وہ یہ بھول گئے کہ ہمارا یہ مکر، یہ کٹ حجتی اور یہ

Marfat.com

بودی دلیل پہلے مشرکین بھی اپنے بتوں کی پرستش کے لیے دیا کرتے تھے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ [الزمر: ۳]

''ہم ان کی پرستش تو صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ (اولیا) ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔''

تعجب خیز امر یہ ہے کہ جب آپ ان کے شرکیہ کاموں پر نکیر کرتے ہیں تو آپ سے کہتے ہیں کہ ہرگز ایسا نہیں ہے، بلکہ ہم تو موحد ہیں اور اپنے رب ہی کی بندگی کرتے ہیں، جب آپ انھیں سمجھائیں گے تو وہ اپنے موحد ہونے کا دعوی کر بیٹھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا مطلب صرف اس کے وجود کا اقرار کرنا اور اس کی ربوبیت کو تسلیم کر لینا اور اس کے علاوہ کسی دوسرے کو عبادت کا مستحق نہ سمجھنا ہے، لیکن ان کی یہ بات توحید کا مفہوم ادا کرنے سے قاصر ہے، اس لیے کہ اگر توحید کا یہ مفہوم مان لیا جائے تو اس معنی میں ابوجہل اور ابولہب بھی موحد قرار پائیں گے، کیوں کہ وہ بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے، وہی عبادت کے لائق ہے، لیکن اس کے باوجود اللہ کی توحید میں دوسرے معبودوں کو بھی شریک کیا کرتے تھے اور یہ گمان کرتے تھے کہ اس طرح ہمیں ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی شفاعت نصیب ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ تک رسائی میسر ہو جائے گی۔

Marfat.com

ایک واقعہ

جب نبی کریم ﷺ نے اپنی دعوت کا آغاز کیا، لوگوں میں اس کی تبلیغ شروع کی تو کفار نے لوگوں کو آپ کے پاس سے دور بھگانے کی ہر ممکن کوشش کی، انھوں نے آپ ﷺ کو جادوگر، کاہن، مجنون اور نجومی کہا، لیکن اس کے باوجود جب انھوں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کے پیروکار کم ہونے کے بجائے ہر روز بڑھتے ہی جا رہے ہیں تو باہمی مشورے سے یہ طے کیا کہ مال و زر کے ذریعے آپ ﷺ کو ورغلایا جائے، لہٰذا ایک دن حصین بن منذر الخزاعی کو (جو مشرکین کے سرداروں میں تھے) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔

حصین نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: اے محمد ﷺ! آپ نے ہماری جماعت کو بکھیر دیا ہے، ہمارا اتحاد پارہ پارہ کر دیا ہے اور ہمیں فلاں فلاں نقصان پہنچایا ہے۔ اگر آپ کو مال کی خواہش ہے تو ہم آپ کے لیے اتنا مال جمع کر دیتے ہیں جس سے آپ ہم میں سے مال دار ترین شخص بن جائیں گے۔

اگر کسی عورت کی خواہش ہے تو ہم عرب کی سب سے خوب صورت عورت سے شادی کرا دیتے ہیں۔

اگر بادشاہت کی خواہش ہے تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیتے ہیں۔

اس طرح وہ اپنی گفتگو میں آپ کو سبز باغ دکھاتا گیا اور نبی کریم ﷺ

Marfat.com

خاموشی سے سماعت فرماتے رہے، جب وہ اپنی گفتگو سے فارغ ہوگیا تو نبی اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا:

اے ابوعمران (حصین)! کیا تم اپنی گفتگو ختم کر چکے ہو؟

اس نے جواب دیا: ہاں!

آپ ﷺ نے فرمایا: پھر میرے چند سوالوں کا جواب دو!

اس نے کہا: جو آپ پوچھنا چاہیں پوچھیں۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: (ابوعمران) تم کتنے معبودوں کی عبادت کرتے ہو؟

سات معبودوں کی، ایک آسمان میں اور چھے زمین میں۔ حصین نے جواب دیا۔

آپ ﷺ نے پوچھا کہ اپنے مال کی تباہی و بربادی کے وقت کسے پکارتے ہو؟

حصین نے جواب دیا: آسمان والے کو پکارتا ہوں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بارش رک جانے پر کسے پکارتے ہو؟

حصین نے جواب دیا: آسمان والے کو۔

نبی کریم ﷺ نے پوچھا: قحط اور فاقہ کشی کے وقت کسے پکارتے ہو؟

حصین نے جواب دیا: آسمان والے کو۔

نبی کریم ﷺ نے پوچھا: تمھاری پکار صرف ایک ہی سنتا ہے یا سب سنتے ہیں؟

حصین نے جواب دیا: صرف ایک ہی سنتا ہے، جو آسمان پر ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب وہی ایک معبود تمھاری پکار سنتا ہے، وہی تمھارے اوپر نعمتوں کی بارش برساتا ہے، مگر اس کے شکر میں باقی معبودوں کو

Marfat.com

بھی شریک کر لیتے ہو تو کیا تم اس بات سے ڈرتے ہو کہ وہ تم پر غالب آجائیں گے؟

حصین نے کہا: نہیں، وہ اس کی بھی قدرت نہیں رکھتے۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حصین اسلام لے آؤ، میں تمھیں ایسی باتیں بتاتا ہوں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ تمھیں نفع پہنچائے گا۔

(رواه البهيقي بسند حسن)

Marfat.com

جب قیدی نے حقیقت کا اعتراف کیا

یقیناً وہ لات وعزیٰ کی پوجا کرتے تھے، مگر اس کے باوجود انھیں اپنا چھوٹا معبود ہی سمجھتے تھے، جو ان کے گمان کے مطابق معبودِ اعظم، یعنی اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے میں مدد کرتے تھے، اس مقصد کے لیے وہ ان چھوٹے معبودوں کی عبادت کے مختلف طریقے اپناتے تھے، تاکہ ان کے یہ معبود اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کی سفارش کریں، چنانچہ وہ کہا کرتے تھے:

﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ [الزمر: ۳]

''ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) ہمیں اللہ کے قریب کردیں۔''

ان کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ ہی خالق ورازق ہے، وہی مارتا اور جلاتا ہے:

﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ﴾ [الزخرف: ۹]

''اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ آسمان و زمین کا خالق کون ہے؟ تو یہ ضرور جواب دیں گے کہ اللہ۔ تو کہہ دیجیے کہ سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہی ہے، لیکن اس میں سے اکثر بے علم ہیں۔''

صحیح بخاری ومسلم وغیرہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے اور اس کے اطراف کا جائزہ لینے کے لیے نجد کی طرف گھڑسواروں کا

Marfat.com

ایک لشکر بھیجا۔ گھڑ سواروں کا یہ لشکر اپنی سواریوں پر گشت کر رہا تھا کہ اسی دوران میں ایک شخص نظر آیا جو اپنا ہتھیار لٹکائے، احرام پہنے ہوئے تلبیہ پکار رہا ہے، اس کے تلبیہ کے الفاظ یہ تھے:

"لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ اِلَّا شَرِیْکًا ھُوَ لَكَ تَمْلِکُهٗ وَمَا مَلَكَ"

"میں حاضر ہوں، اے اللہ میں حاضر ہوں، ایک شریک کے سوا تیرا کوئی شریک نہیں، تو اس کا مالک ہے، اس کے اختیار کا بھی تو ہی مالک ہے۔"

وہ تلبیہ کے آخری الفاظ کو بار بار دہرا رہا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کے قریب جا کر پوچھا کہ کہاں جانا ہے؟ اس نے جواب دیا: مکہ۔ جب اس کے حالات پر قریب سے نگاہ ڈالی تو پتا چلا کہ یہ مسیلمہ کذاب کے ہاں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادے سے آ رہا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے گرفتار کر لیا اور رسیوں میں باندھ کر مدینے لے آئے، تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا فیصلہ کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا: جانتے ہو، یہ قیدی کون ہے؟ دراصل یہ قیدی بنو حنیفہ کے سردار ثمامہ بن اُثال تھے جو مسیلمہ کذاب کے حکم سے بھیس بدل کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے آ رہے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا: اسے مسجد کے ستون سے باندھ دو۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے تو دریافت فرمایا: ثمامہ! کیا کہتے ہو؟ انھوں نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے نزدیک خیر ہے، اگر تم قتل کرو تو ایک خون والے کو قتل کرو گے اور اگر احسان کرو تو ایک قدر داں پر احسان کرو

Marfat.com

گے اور اگر مال چاہتے ہو تو جو چاہو مانگ لو۔ اس کے بعد آپ نے انھیں اسی حال میں چھوڑ دیا، پھر آپ ﷺ دوبارہ گزرے تو پھر وہی سوال کیا اور ثمامہ نے پھر وہی جواب دیا۔ اس کے بعد تیسری مرتبہ گزرے تو پھر وہی سوال و جواب ہوا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ ثمامہ کو آزاد کر دو، انھوں نے آزاد کر دیا۔

ثمامہ مسجدِ نبوی کے قریب کھجور کے ایک باغ میں گئے، غسل کیا اور آپ ﷺ کے پاس واپس آ کر مشرف باسلام ہو گئے، پھر کہا: اے محمد ﷺ! اللہ کی قسم! روئے زمین پر کوئی چہرہ میرے نزدیک آپ کے چہرے سے زیادہ ناپسندیدہ نہ تھا، لیکن اب میرے لیے آپ کا چہرہ دوسرے تمام چہروں سے زیادہ محبوب ہو گیا ہے اور اللہ کی قسم روئے زمین پر کوئی دین میرے نزدیک آپ کے دین سے زیادہ لائقِ نفرت نہ تھا، مگر اب آپ کا دین میرے لیے دوسرے تمام ادیان سے زیادہ محبوب ہو گیا اور اللہ کی قسم آپ کا شہر مجھے سب سے زیادہ محبوب بن گیا ہے۔ پھر عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر میں آپ کا گھوڑا لے کر اس پر عمرے کے لیے جاؤں تو آپ کی کیا رائے ہے کہ میرا عمرہ کرنے کا ارادہ ہے؟ نبی کریم ﷺ نے انھیں خیر کی بشارت دی اور انھیں مکے جانے کی تیاریاں مکمل کرنے کا حکم دیا۔ ثمامہ رضی اللہ عنہ توحید کا تلبیہ:

"لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ"

کہتے ہوئے مکہ پہنچے۔ جی ہاں! ثمامہ مسلمان ہو کر لَا شَرِيْكَ لَكَ کا تلبیہ پکار رہے تھے، کسی قبر اور بت کا تلبیہ نہیں پکار رہے تھے کہ جس کی عبادت کی جاتی ہو یا جس کے لیے نمازیں پڑھی جاتی ہوں یا سجدہ کیا جاتا ہو۔

Marfat.com

جب ثمامہ رضی اللہ عنہ مکے پہنچے اور ان کے وہاں پہنچنے کی خبر سردارانِ قریش نے سنی تو ان کے پاس آئے، جب انھوں نے ثمامہ رضی اللہ عنہ کو تلبیہ میں "لَبَّیْکَ لَا شَرِیْكَ لَکَ" کہتے ہوئے سنا تو ان سے پوچھا کہ کیا تم بد دین ہو گئے ہو؟ انھوں نے جواب دیا: نہیں، بلکہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا ہوں۔ قریش کے لوگ ان پر پل پڑنے کے لیے دوڑے۔ ثمامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! تمھارے پاس یمامہ سے گیہوں کا ایک دانہ بھی نہیں آ سکتا، جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اجازت نہ دے دیں۔

یمامہ اہلِ مکہ کے لیے کھیت کی حیثیت رکھتا تھا، ثمامہ رضی اللہ عنہ نے وطن واپس جا کر مکے کے لیے غلے کی روانگی بند کر دی، جس سے اہلِ قریش سخت مشکلات میں پڑ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرابت کا واسطہ دیتے ہوئے لکھا کہ ثمامہ کو لکھ دیں کہ غلے کی روانگی بند نہ کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔

وہ لوگ مشرک ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی تعظیم اپنے خود ساختہ معبودوں سے زیادہ کرتے تھے۔

میرے بھائیو! تم اپنے پروردگار کی قسم کھا کر مجھے بتاؤ کہ ابولہب اور ابوجہل کے شرک میں اور موجودہ دور کے قبروں کے قریب جانور ذبح کرنے والوں، ان قبروں کا طواف کرنے والوں، ان کے سامنے سجدہ کرنے والوں، ان آستانوں پہ حاضری دینے، مزاروں و درگاہوں پہ نذر و نیاز اور چڑھاوا چڑھانے والوں، اولیا کی بارگاہ میں خشوع اور خضوع سے حاضری دینے والوں، اپنی ضرورتوں اور پریشانیوں میں انھیں پکارنے والوں، مریض کے لیے ان سے شفا طلب کرنے والوں اور مسافر کو گھر بخیر لوٹانے وغیرہ معاملات میں ان سے مدد مانگنے والوں میں

Marfat.com

کیا فرق ہے؟

مقامِ حیرت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہی لوگوں کے بارے میں فرمایا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ﴾ [الأعراف: ۱۹۴]

”تم اللہ کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں، سو تم ان کو پکارو پھر ان کو چاہیے کہ تمھارا کہنا کر دیں اگر تم سچے ہو۔“

شرک کی یہ صورت، جس میں قبروں پر جانور ذبح کرنے والے، مُردوں کا تقرب حاصل کرنے اور قبروں کا طواف کرنے والے مبتلا ہوتے ہیں، دراصل یہی سب سے بڑا گناہ ہے۔ یہ گناہ زنا، شراب نوشی، قتل و غارت گری اور والدین کی نافرمانی سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا﴾ [النساء: ۱۱۶]

”بے شک اللہ تعالیٰ اسے قطعاً نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے۔ ہاں شرک کے علاوہ جس کے چاہے گناہ معاف فرما دیتا ہے اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔“

اللہ تعالیٰ بدکاروں کو بخش دے گا، قاتلوں اور زنا کاروں کو بھی بخش دے گا، لیکن مشرکوں کو ہرگز نہیں بخشے گا۔

صحیح بخاری و مسلم میں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

”بنی اسرائیل کی ایک زنا کار (فاحشہ) عورت صحرا میں جا رہی تھی، اس نے کنویں کے پاس ایک کتا دیکھا جو کبھی اس کے اوپر چڑھتا

Marfat.com

اور کبھی اس کے گرد چکر لگاتا تھا۔ گرمی کے دن پیاس کی شدت کی وجہ سے اس کی زبان باہر لٹکی ہوئی تھی اور وہ مرنے کے قریب تھا۔ جب فاحشہ عورت، جو ایک زمانے سے اپنے رب کی نافرمانی کر رہی تھی، جس کی عزت مٹ چکی تھی جو بدکاری اور گناہوں میں مبتلا تھی اور حرام روزی کھاتی تھی، اس نے یہ دیکھا تو اس نے اپنا (چرمی) موزہ اتارا، اسے اپنے دوپٹے سے باندھا، پھر اسے کنویں میں لٹکا کر اس سے پانی نکالا اور اس پیاسے کتے کو پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی اس نیکی کی وجہ سے اسے بخش دیا۔" اللّٰہ أکبر!

قارئینِ کرام! غور کرنے کا مقام ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے کیوں بخش دیا؟ کیا وہ تہجد گزار تھی؟ کیا وہ روزے دار تھی؟ کیا وہ غازیہ تھی؟ ہرگز نہیں، اس نے تو صرف ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا، مگر اللہ نے اسے بخش دیا، وہ گناہ گار ضرور تھی، مگر مشرکہ نہیں تھی، وہ قبروں پر سجدہ کرتی تھی نہ ہی انسانوں اور پتھروں کی تعظیم کرتی تھی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا، یقیناً اللہ کی مدد اور گناہ گاروں سے کس قدر قریب، مگر مشرکین سے کتنی دور ہے؟

Marfat.com

ایک عبرت ناک واقعہ

بعض لوگ فحاشی کا سیلاب دیکھ کر افسردہ ہو جاتے ہیں۔ جوا، شراب، زنا، چوری، ڈکیتی اور رشوت وسود خوری وغیرہ جیسے جرائم دیکھ کر تڑپ اٹھتے ہیں، مگر قبروں، مزاروں اور آستانوں پر ہونے والی برائیوں اور لوگوں کو مختلف عبادتوں، مثلاً: قبروں سے تبرک، مزاروں کا طواف، غیراللہ کا ذبیحہ، ان کے نام کی نذر ونیاز اور دیگر شرکیہ کاموں میں مصروف دیکھ کر ان کے کان پر جوں نہیں رینگتی، ان چیزوں کو دیکھ کر وہ ایک عام بات سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں، حالاں کہ زنا کاری اور شراب نوشی وغیرہ یہ سب کبیرہ گناہ ہیں، مگر ان کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا، لیکن غیراللہ کے لیے کسی قسم کی عبادت بجا لانا شرک ہے جس سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو کر کافر کی موت مرتا ہے، اسی لیے علمائے ربانی عقائد کی تعلیم کو اصل الاصول قرار دیتے ہیں۔

انہی علمائے ربانی میں سے ایک عالم نے توحید کی اہمیت پر کتاب تالیف کی، وہ طلبہ کو اس کا درس دیتے، اس کی تشریح بیان کرتے اور بار بار انھیں توحید کے مسائل سمجھاتے تھے، ایک دن ان کے شاگردوں نے کہا: استادِ محترم! ہم لوگ چاہتے ہیں کہ آپ درس کا ذائقہ بدلیں اور تاریخ وسیرت، قصص اور واقعات اور دوسرے موضوعات پر بھی لیکچر دیا کریں، عالم دین نے کہا: ان شاء اللہ اس بارے میں دیکھیں گے، دوسرے دن انتہائی مغموم وافسردہ حالت میں درس گا۔

Marfat.com

میں داخل ہوئے، شاگردوں نے ان کی افسردگی اور اداسی کا سبب پوچھا؟ تو انھوں نے جواب دیا: مجھے یہ خبر ملی ہے کہ پڑوس کے فلاں گاؤں میں ایک شخص نے اپنے نئے مکان کی تعمیر پر جن وشیاطین کو خوش کرنے اور ان کے شر سے بچنے کے لیے اپنے مکان کی چوکھٹ پر جنات کے نام پر ایک مرغا ذبح کیا ہے۔ میں نے اس واقعہ کی تحقیق کے لیے ایک شخص کو روانہ کیا ہے، طلبہ پر ان کی گفتگو کا کوئی خاص اثر نہیں ہوا، وہ اس کو یہ دعا دے کر خاموش ہو گئے کہ اللہ اسے ہدایت دے۔

دوسرے دن جب استاد کلاس روم میں داخل ہوئے تو فرمانے لگے: عزیز طلبہ! ہماری کل کی خبر صحیح نہ تھی، اصل واقعہ اس بات سے مختلف ہے جو مجھے پہلے بتایا گیا تھا۔ صحیح خبر یہ ہے کہ اس نے جنوں کے لیے مرغا ذبح نہیں کیا تھا، بلکہ اس نے اپنی ماں کے ساتھ زنا کیا ہے۔ یہ خبر سن کر طلبہ بپھر پڑے، انھوں نے خوب ردِعمل ظاہر کیا اور کافی لعن طعن اور گالی گلوچ کیا۔ کہنے لگے کہ اس پر نکارت ضروری ہے، اسے نصیحت کرنی چاہیے اور اس جرم کی سخت سزا بھی دی جانی چاہیے، انھوں نے اس بارے میں اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ باتیں کیں۔

استاد نے کہا: تمھارا معاملہ بھی عجیب ہے۔ گناہِ کبیرہ کے ارتکاب پر تو تم اتنا برہم ہو رہے ہو، جب کہ اس گناہ سے انسان دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا، لیکن شرکیہ کاموں (مثلاً غیراللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا، غیراللہ کے لیے کوئی عبادت بجا لانا، ان سے مدد مانگنا وغیرہ) پر تم برہمی ظاہر نہیں کرتے، حالاں کہ اس سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ یہ سن کر طلبا خاموش ہو گئے۔ استاد نے ایک طالب علم کی طرف اشارہ کیا اور کہا: اٹھو! ہم کتاب التوحید کا درس نئے سرے سے پھر شروع کرتے ہیں۔

Marfat.com

شرک سب سے بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مشرک کو کبھی نہیں معاف کرے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ [لقمان: ١٣]

''یقیناً شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔''

مشرک ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، ان پر جنت حرام ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰهُ النَّارُ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ﴾ [المائدہ: ٧٢]

''یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے، اس کا ٹھکانا جہنم ہی ہے اور ظالموں (مشرکوں) کو کوئی مددگار نہیں ہوگا۔''

جو کوئی شرک میں پڑ گیا تو اس کا شرک اس کی تمام عبادتوں، مثلاً، نماز، روزہ، زکات، اور جہاد سب اعمال کر برباد کر دیتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ [الزمر: ٦٥]

''یقیناً آپ کی طرف اور آپ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر آپ نے شرک کیا تو بلاشبہہ آپ کا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین آپ زیاں کاروں میں ہو سے جائیں گے۔''

Marfat.com

شرک کی چند صورتیں

شرک کی بعض صورتیں ایسی ہیں جن کے ارتکاب سے انسان ملتِ اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے اور اگر توبہ کیے بغیر مر جائے تو ہمیشہ جہنم میں رہے گا، مثلاً: غیر اللہ سے دعا کرنا، غیر اللہ (جن، شیطان اور قبروں) کے نام کی نذر ماننا، ان کے تقرب کے لیے جانور ذبح کرنا، جن و شیاطین قبروں اور مُردوں سے خوف کھانا اور یہ سمجھنا کہ وہ کسی کو نقصان پہنچا سکتے ہیں یا مرض میں مبتلا کر سکتے ہیں۔ مصائب اور ضرورتوں کے وقت غیر اللہ سے امید لگائے رکھنا، حالاں کہ ان مصیبتوں کو دور کرنے اور ان حاجتوں کو پورا کرنے پر اللہ کے سوا کوئی دوسرا قادر نہ ہو، وغیرہ۔

عبرت و نصیحت حاصل کرنے اور مُردوں کے لیے دعائے مغفرت کرنے کے لیے قبروں کی زیارت کرنی مسنون ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((زُوْرُوْا الْقُبُوْرَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْآخِرَةَ)) (رواہ مسلم)

"قبروں کی زیارت کرو، کیوں کہ قبروں کی زیارت تمھیں آخرت کی یاد دلائے گی۔"

یہ حکم مُردوں کے لیے خاص ہے، عورتوں کے لیے قبروں کی زیارت کرنی جائز نہیں ہے، کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے اور اس لیے کہ ان کی زیارت سے خود ان کے ذریعے دوسروں کو

Marfat.com

فتنے میں پڑنے کا اندیشہ ہے۔ رہی بات قبر والوں سے دعا کرنے یا ان سے مدد مانگنے یا ان کے لیے جانور ذبح کرنے یا ان سے تبرک حاصل کرنے یا ان سے حاجت براری کرنے یا ان کے لیے نذر ماننے وغیرہ کی تو ایسا کرنا شرکِ اکبر ہے۔ ان قبر والوں میں سے جس کو بھی پکارا جائے اس میں کوئی فرق نہیں ہے خواہ وہ نبی ہو یا ولی یا صالح شخص، یہ سب بشر تھے اور کسی نفع ونقصان کے مالک نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات میں سے سب سے محبوب ہستی حضرت محمد ﷺ کے بارے میں فرمایا:

﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا﴾ [یونس: ٤٩]

''کہہ دیجیے! میں اپنے نفس کے لیے بھی کسی نفع ونقصان کا مالک نہیں ہوں۔''

بدوی، جیلانی، اجمیری، داتا گنج، حاجی علی، حاجی ملنگ اور دوسرے اولیا کے ساتھ حسین وعلی رضی اللہ عنہما، حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ کی قبر پر جمع ہو کر جاہل لوگ جو دعا وغیرہ کرتے ہیں اور ان سے مدد مانگتے ہیں تو یہ سب کے سب افعال شرکِ اکبر میں داخل ہیں۔ رہی قبروں کے پاس نماز اور قرآن پڑھنے کے لیے ان قبروں کی زیارت کرنی تو یہ بدعت ہے۔ زائر کے لیے صرف اتنا جائز اور مشروع ہے کہ وہ میت کے لیے دعائے مغفرت کرے، قبر سے عبرت حاصل کرے، آخرت کی یاد تازہ کرے اور بس۔

تعجب خیز بات تو یہ ہے کہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ اصحابِ قبور بے جان اور خشک نعش ہیں اور اپنی موجودہ حالت سے خود چھٹکارا نہیں پا سکتے، اس کے باوجود ان کی قبروں پہ جا کر ان سے مدد طلب کی جاتی ہے، ان سے دعائیں

Marfat.com

پوری کرنے اور تکلیفوں کو دور کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ یہ بات یقیناً آپ کے علم میں ہوگی کہ ان خانقاہوں اور درگاہوں پر نوکر چاکر اور مریدین کی فراوانی ہوتی ہے، جو ان بزرگوں کی کرامت و ولایت کے جھوٹے قصے گھڑ کر لوگوں کو سناتے رہتے ہیں اور ان کے سہارے شرک کی خوب تشہیر کرتے ہیں اور عوام الناس کو اس کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

Marfat.com

ناریل کی پوجا

مُردوں کو پکارنے والوں سے ہم اللہ رب العالمین کے اس فرمان کا حوالہ دے کر پوچھتے ہیں کہ تمھارے یہ معبود، یہ اولیا اور یہ بزرگ جن کی چوکھٹ پر تم رو رو کران کی سفارش کی امید رکھتے ہو، کیا یہ تمھاری پکار کو سنتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ ۝ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ﴾

[الشعراء: ۷۲،۷۳]

”جب تم انھیں پکارتے ہو تو کیا وہ سنتے بھی ہیں؟ یا تمھیں نفع و نقصان پہنچا سکتے ہیں؟“

نہیں ہرگز نہیں۔ قسم ہے اللہ کی، نہ یہ سن سکتے ہیں، نہ مدد کر سکتے ہیں، بلکہ مصیبت میں تنہا چھوڑ دیتے ہیں اور الٹا نقصان ہی پہنچاتے ہیں۔

بارہ سالہ ایک لڑکے کا سنہری اور جرأت مندانہ کارنامہ ملاحظہ کیجیے، جس نے اپنے والد کے ساتھ ہندوستان کا سفر کیا۔ ہندوستان ایک گنجان آبادی والا ملک ہے، جہاں بڑے بڑے شہر ہیں۔ یہاں مختلف معبود پائے جاتے ہیں، جہاں ہر چیز کی عبادت کی جاتی ہے، بلکہ یہاں انسان و حیوان سے لے کر نباتات و جمادات، سورج، چاند اور ستاروں؛ غرض ہر چیز کی عبادت کی جاتی ہے۔ یہ بارہ سالہ بچہ ہندوستان کے کسی مندر میں داخل ہوا، دیکھا کہ یہاں

Marfat.com

ناریل کی پوجا ہو رہی ہے، ایک ناریل کو دو آنکھیں، کان، ناک اور منہ بنا کر اسے خوب سجایا گیا ہے، اسے کھانا پانی دیا جا رہا ہے، اس پر خوش بو چھڑکی جا رہی ہے اور اس کے سامنے اگر بتی سلگائی جا رہی ہے، اس کے آگے سجدہ کیا جا رہا ہے، اس کے لیے نماز ادا کی جا رہی ہے۔ یہ تمام چیزیں وہ بڑے غور سے دیکھتا رہا، جب لوگ سجدے میں گئے تو وہ ناریل کی طرف بڑھا اور اسے اچک کر لے بھاگا، پجاریوں نے جب سجدے سے سر اٹھایا تو دیکھا کہ ناریل دیوتا جی غائب ہیں، اِدھر اُدھر نگاہ دوڑائی تو معلوم ہوا بارہ سالہ لڑکا جو مندر دیکھنے کے لیے آیا تھا، ان کے ناریل دیوتا کو لے بھاگا، پجاریوں نے اپنی پوجا چھوڑ کر اس کے پیچھے دوڑایا اور اس کا پیچھا کرنے لگے، جب لڑکا کچھ دور پہنچ گیا تو ایک جگہ بیٹھ کر اس نے ناریل کو پھوڑا، اس کا پانی پی کر باقی ماندہ ناریل وہیں زمین پر پھینک دیا۔ اپنے دیوتا کو ٹوٹا اور بکھرا ہوا دیکھ کر پجاری چیخ پڑے، انھوں نے اس بچے کو پکڑ کر خوب پیٹا اور پھر اسے قاضیِ شہر کے پاس لے گئے۔

جج نے بچے سے پوچھا: ناریل دیوتا جی کے ٹکڑے تم نے کیے ہیں؟

لڑکے نے جواب دیا: نہیں، میں نے تو صرف ایک ناریل توڑا ہے۔

جج: لیکن وہ ان کا دیوتا تھا؟

لڑکے نے کہا: جج صاحب! کیا آپ نے کبھی ناریل توڑ کر نہیں کھایا ہے؟

جج: کیوں نہیں، ضرور کھایا ہے۔

لڑکا: تو پھر مجھ میں اور آپ میں کیا فرق ہے؟

لڑکے کا یہ جواب سن کر جج نے خاموشی اختیار کرتے ہوئے فیصلے کے منتظر پجاریوں پر ایک نگاہ ڈالی۔

Marfat.com

پجاریوں نے بہ یک آواز کہا: لیکن اس ناریل کو دو آنکھیں اور منہ بھی تھا۔

لڑکے نے چیختے ہوئے کہا: کیا وہ ناریل بولتا بھی تھا؟ پجاریوں نے جواب دیا: نہیں۔

لڑکے نے پھر پوچھا: کیا وہ ناریل سنتا تھا؟ پجاریوں نے جواب دیا کہ نہیں۔

لڑکے نے ان سے پوچھا کہ آخر تم کیسے اور کیوں اس کی عبادت کرتے ہو؟

لڑکے کا یہ جواب سن کر ہندو ہکا بکا رہ گئے۔

سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کو کبھی ہدایت نہیں دیتا۔

جج نے اپنا فیصلہ سنانے سے قبل پجاریوں کی طرف ایک نگاہ دوڑائی۔ اسے خوف محسوس ہوا کہ پجاری کہیں اس لڑکے کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں، اس لیے اس نے اپنا فیصلہ سناتے ہوئے کہا: تمھارے اس جرم کی سزا میں عدالت اپنا یہ فیصلہ سناتی ہے کہ تم ڈیڑھ سو روپے (150) روپے جرمانہ ادا کرو۔ لڑکے نے جرمانے کے ڈیڑھ سو روپے ادا کیے، پھر وہ فتح و کامرانی کا جھنڈا گاڑتے ہوئے عدالت سے باہر نکل آیا۔

قبوریوں نے صرف مُردوں کی تعظیم اور ان سے حاجات کے مطالبے پر ہی بس نہیں کیا، بلکہ قبروں پر قبوں کی تعمیر و تزئین میں ملت کا عظیم سرمایہ خرچ کیا، قبروں پر عمارت کی تعمیر میں قوم کی بیش بہا دولت لٹائی، ان پر نقش و نگار کیے۔

قبروں پر تعمیر کیے جانے والے ان قبوں کو عموماً دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

1. پہلی قسم ان قبوں کی ہے جنھیں مسلمانوں کے عام قبرستانوں میں اس طرح تعمیر کیا گیا ہے کہ قبرستان کے بیچوں بیچ وہ اونچا قبہ دور ہی سے نظر آتا ہے۔
2. دوسری قسم مساجد میں تعمیر کیے جانے والے قبوں کی ہے یا ان قبوں کی ہے

Marfat.com

جن پر مساجد تعمیر کی گئی ہیں، یہ قبے کہیں قبلے کی سمت میں ہوتے ہیں تو کہیں مسجد کے پچھلے حصے میں اور کہیں مسجد کے صرف ایک جانب تعمیر شدہ نظر آتے ہیں، جب کہ نبی کریم ﷺ نے سختی سے اس چیز سے ڈرایا ہے، چنانچہ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِيْ وَثَنًا یُّعْبَدُ))

''اے اللہ! میری قبر کو پرستش گاہ نہ بنانا۔''

نیز فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ قَوْمًا اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِیَائِهِمْ مَسَاجِدَ)) (رواہ مسلم)

اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر لعنت بھیجی ہے، جنھوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو مسجد بنالیا۔

یہ حکم آپ ﷺ کی قبر شریف کے ساتھ باقی تمام قبروں کے لیے بھی ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابو الہیاج اسدی رحمہ اللہ سے فرمایا: کیا میں تمھیں اس کام پر نہ بھیجوں جس کام پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا:

((أَنْ لَّا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّیْتَهُ))

(رواہ مسلم)

''کوئی مجسمہ ہٹائے بغیر نہ چھوڑنا اور کوئی اونچی (پختہ) قبر (دوسری قبروں کے) برابر کیے (یعنی ڈھائے) بغیر نہ چھوڑنا۔''

اس طرح قبروں پر چونا اور رنگ و روغن کرنے، ان پر بیٹھنے، ان پر عمارت تعمیر کرنے اور ان پر کتبے لگانے سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے، نیز قبروں کو مساجد بنا لینے، تعمیر اور ان پر چراغاں کرنے والوں پر آپ ﷺ نے

Marfat.com

لعنت فرمائی ہے، جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے:

((نَهیٰ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُّجَصَّصَ الْقَبر وَأَنْ يُّقعَدَ عَلَيْهِ وَأَنْ يُّبنیٰ عَلَيْهِ وَأَنْ يُّكْتبَ عَلَيْهِ)) (رواہ مسلم)

''نبی کریم ﷺ نے قبر پر چونا (گچ) لگانے سے، ان پر بیٹھنے سے، ان پر عمارت تعمیر کرنے سے اور ان پر کتبہ لگانے سے منع فرمایا ہے۔''

Marfat.com

قبوں اور مزاروں پر ایک دردناک تبصرہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام اور تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے عہدوں میں اسلامی ممالک میں دور دور تک قبوں اور مزارات کا وجود نہ تھا، نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر اور نہ ہی کسی دوسری قبر پر۔

آیئے ایک سرسری نظر ان تلخ اور تکلیف دہ واقعات وحقائق پر بھی ڈالتے چلیں، جو بدقسمتی سے اس وقت امتِ مسلمہ کی شناخت بنتے جا رہے ہیں۔ ہماری مراد قبوں اور مزاروں کی ایک سرسری جھلک سے ہے۔

مصر کے مختلف شہروں اور دیہاتوں میں اولیا کے مزارات کی تعداد چھے ہزار ہے۔ یہ مزارات معتقدین اور مریدین کے لیے جشن، برسی اور عرس کے بہترین مرکز ہیں۔ آپ کو مصر میں سال کا کوئی بھی دن، کسی نہ کسی ولی کی برسی اور عرس سے بمشکل ہی خالی نظر آئے گا، یہاں تک کہ قبوں اور مزاروں سے خالی گاؤں اور قصبے کو خیر و برکت سے خالی سمجھا جاتا ہے۔

ان مزاروں کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: ایک وہ جنھیں مرکزی حیثیت حاصل ہے اور دوسرے وہ جو علاقائی اور مقامی درجے کے مزارات ہیں۔ جس مزار کی عمارت جس قدر بلند و بالا اور کشادہ ہوتی ہے، اس مزار والے کی شہرت اسی قدر زیادہ ہوتی ہے۔ زائرین اور عقیدت مندوں کی بھیڑ بھی اسی لحاظ سے زیادہ رہتی ہے۔

Marfat.com

قاہرہ کے بڑے اور اہم مزارات میں حضرت حسین، زینب، عائشہ، سکینہ، نفیسہ، امام شافعی اور امام لیث بن سعد کے مزارات قابلِ ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ طنطا میں بدوی کا مزار، دسوق دسوقی کا مزار اور حمیثرہ نامی گاؤں میں شاذلی کا مزار اور ان کے دعوے کے مطابق حسین رضی اللہ عنہ کی قبر بھی ہے، جہاں لوگ زیارت کا قصد کرتے اور وہاں جا کر نذر مانتے، قبر کا طواف کرتے، مریضوں کے لیے شفا طلب کرتے ہیں اور مصائب و مشکلات میں ان سے اپنی ضروریات طلب کرتے ہیں۔

سید بدوی کے مزار پر سال میں ایک مرتبہ عرس لگتا ہے، جس میں حج کی طرح بھیڑ ہوتی ہے۔ مصر اور بیرونِ مصر سے شیعہ اور سنی سبھی وہاں آتے ہیں۔

قطبِ اعظم کے دعوے دار جلال الدین رومی کی قبر و مزار پر تو یہ کتبہ لگا ہوا ہے: یہ مسلمانوں، یہودیوں اور نصرانیوں کے بزرگ ہیں۔

قابلِ اعتماد محققین نے بیان کیا ہے کہ شام (سوریا) کے شہر دمشق میں 194 مزارات ہیں، جن میں 44 مزارات مشہور ہیں۔ 27 سے زیادہ قبریں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب ہیں۔ دمشق کے چوٹی کے مزارات میں سے وہاں کی اموی جامع مسجد میں یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کا مزار ہے۔ اسی مسجد کے ایک کنارے صلاح الدین ایوبی اور نور الدین زنگی کی قبریں ہیں۔ ان کے علاوہ وہاں دوسری قبریں ہیں، جن کا وسیلہ پکڑا جاتا ہے۔ سوریا ہی میں محی الدین ابن عربی "فصوص الحکم" کے مولف کی قبر ہے، حالاں کہ ابن عربی ایک گمراہ اور ملحد شخص تھا۔

ترکی میں جامع مسجدوں کی تعداد 481 ہے، مگر کوئی بھی جامع مسجد قبر اور مزار سے خالی نہیں ہے۔ ان میں سب سے مشہور قسطنطنیہ کی جامع مسجد ہے، جو ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب قبر پر بنی ہوئی ہے۔

Marfat.com

ہندوستان میں ڈیڑھ سو سے زائد بڑے اور مشہور مزارات ہیں، جن کی قیادت اصحابِ جبہ و دستار کرتے ہیں۔

پاکستان کے شہر لاہور میں علی ہجویری کا مزار وہاں کے بڑے مزارات میں سے ہے، یہ ان قبروں میں سے ہے، جن کی تعظیم وعقیدت میں لوگ محو رہتے ہیں۔ اسی طرح بہاؤ الدین زکریا ملتانی کی قبر پر تو لوگ عبادت کی مختلف قسمیں بجالاتے ہیں، مثلاً: سجدہ اور نذر و نیاز وغیرہ۔[1]

---

[1] اسی طرح ہند و پاک میں شاہ گدھے، شاہ برچھی بہادر اور بلائی خالہ کے مزارات بھی ہیں۔ مزید معلومات کے لیے ''زیارت القبور'' شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ، ''قبر پرستی ایک حقیقت پسندانہ جائزہ'' حافظ صلاح الدین یوسف، مترجم کی کتاب ''اسلام میں قبروں کی حیثیت'' وغیرہ کے ساتھ کیسٹ ''اسلام اور قبروں کی پوجا'' مقرر شیخ معراج ربانی سماعت فرمائیں۔ (انصار زبیر)

Marfat.com

داستاں جعلی قبروں کی...... ایک ولی کی متعدد قبریں

تعجب خیز امر یہ ہے کہ ان قبروں اور مزاروں کے تعلق سے اکثر لوگوں کی عقل ماری گئی ہے، کیوں کہ ان میں اکثر مزارات جعلی اور بے بنیاد ہیں۔ مثلاً: حسین رضی اللہ عنہ کی ایک قبر قاہرہ (مصر) میں ہے، جہاں لوگ تقرب اور دیگر عبادات مثلاً: دعا، قربانی اور طواف وغیرہ کے لیے حاضری دیتے ہیں، آپ کی دوسری قبر عسقلان میں ہے، نیز شہر حلب کے مغرب میں جوشن پہاڑ کی جڑ میں ان کے سر سے منسوب ایک مزار ہے، ان کے علاوہ دوسری چار جگہوں پر بھی آپ کا سر موجود ہونے کا دعویٰ کیا جاتا ہے، مثلاً: نجف اور کوفے کے درمیان حنانہ میں، دمشق میں، مدینہ منورہ میں آپ کی والدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پہلو میں اور نجف میں آپ کے والد علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب قبر کے پہلو میں آپ کا سر مدفون ہونے کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔

کربلا میں تو آپ کا مستقل مزار ہے اور یہ باور کرایا جاتا ہے کہ آپ کا سر جسم سے جوڑ دیا گیا تھا۔[1]

سیدہ زینب بنت علی کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی تھی، بقیع میں آپ کی تدفین عمل میں آئی تھی۔ مگر شیعوں نے دمشق میں آپ کی قبر کی طرف منسوب ایک مزار تعمیر کر رکھا ہے۔[2]

---

① الانحرافات العقدية: (ص ٢٨٨)، ومجله لغة العرب (ج٧)، السنة السابعة ١٩٢٩ م (ص ٥٥٧ـ٥٦١)، و معالم حلب الأثرية عبدالله حجار.

② عبدالله بن محمد بن خميس، شهر في دمشق (ص ٦٧)

Marfat.com

قبے اور مزارات کے ٹھیکیداروں نے قاہرہ میں بھی آپ کی طرف منسوب ایک مزار تعمیر کر رکھا ہے، حالاں کہ کتبِ تاریخ میں ان کے مصر آنے کا قطعاً کوئی ذکر نہیں ہے۔

مصر میں شہر اسکندریہ کے لوگ تو پختہ یقین کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ مشہور صحابی ابو الدرداء رضی اللہ عنہ ان کے شہر اسکندریہ ہی میں ان کی طرف منسوب مزار میں دفن ہیں، حالاں کہ اہلِ علم کے نزدیک آپ کا اس شہر میں دفن نہ ہونا قطعی ہے۔[1]

اسی طرح سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار قاہرہ میں ہے جسے فاطمی خلیفہ الآمر باحکام اللہ کی بیوی نے تعمیر کرایا تھا، اسی طرح سیدہ سکینہ بنت حسین بن علی رضی اللہ عنہم کے مزار کا دعوی بھی باطل ہے۔

سب سے بڑا جھوٹ تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی قبر کے متعلق بولا جاتا ہے کہ آپ کی قبر نجف (عراق) میں ہے، آپ کی طرف منسوب یہ قبر بالکل جھوٹی اور سراسر افسانہ ہے، کیوں کہ علی رضی اللہ عنہ کوفہ کے گورنر کے محل میں دفن کیے گئے تھے۔

عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کی طرف ایک منسوب قبر بصرہ (عراق) میں ہے، حالاں کہ آپ کی وفات مدینے میں ہوئی تھی اور بقیع میں دفن کیے گئے تھے۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی وفات وتدفین مدینہ منورہ میں ہوئی تھی، لیکن شکم پروروں نے آپ کا مزار حلب (سوریا) میں تعمیر کر رکھا ہے۔

لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحب زادیوں امِ کلثوم اور رقیہ رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب مزارات ملکِ شام میں تعمیر کیے ہیں، حالاں کہ آپ کی ان دونوں بیٹیوں کی شادی عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی اور جن کی وفات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

[1] مساجد مصر و أولياوء ها الصالحون (٢/٩٣٣)

Marfat.com

حیاتِ مبارکہ میں ہوئی تھی، آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں انھیں بقیع میں دفن کیا تھا۔

ایک بہت بڑا جھوٹ ہود علیہ السلام کی قبر کی متعلق بولا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ آپ کی قبر دمشق کی جامع مسجد میں ہے، حالاں کہ ہود علیہ السلام اپنی پوری عمر ملک شام گئے ہی نہیں تھے۔ حضر موت (یمن) میں بھی ایک قبر آپ کی طرف منسوب ہے، حضر موت (یمن) میں صالح علیہ السلام کی قبر ہونے کا دعوی بھی کیا جاتا ہے۔ جب کہ صحیح بات یہ ہے کہ آپ کی وفات حجاز میں ہوئی تھی، یافا (فلسطین) میں بھی آپ کے نام سے ایک قبر ہے۔ اسی طرح ایوب علیہ السلام کی طرف منسوب قبر بھی یافا (فلسطین) نامی مقام پر موجود ہے۔

قابلِ غور بات یہ ہے کہ شکم پروری کے لیے امت کو کس قدر فریب دیا گیا ہے؟ اولیا اور بزرگوں کے ناموں کی تجارت کی گئی ہے، جھوٹ اور مکر کے سہارے شرک اور بدعت کی فلک بوس عمارتیں کھڑی کی گئی ہیں!!

Marfat.com

شیخ برکات کی برکتیں؟ ایک جعلی پیر کی حقیقی کہانی

غور کریں کہ شیطان مردود لوگوں کی عقلوں سے کس طرح کھلواڑ کرتا ہے، انھیں زمین و آسمان کے رب کی عبادت سے برگشتہ کر کے کس طرح مُردوں کی تعظیم، بلکہ ریت اور مٹی کے ریزوں کی تعظیم کرواتا ہے، کبھی وہ اس معاملے کو قبروں میں سے خاص قبر کی تشہیر سے اس طرح شروع کرتا ہے کہ اس کی زیارت کرنے والوں کے لیے یہ قبر نفع بخش اور اسے پکارنے والوں کی سفارش کا ذریعہ ہے۔ اس کے لیے وہ پہلے لوگوں میں جھوٹی کرامت کے قصے پھیلاتا ہے، پھر حقیقت کا روپ دے کر انھیں یقینی بناتا ہے، دھیرے دھیرے شرک کے اسرار کھلتے ہیں، خیالی ولی کی فرضی کہانی گھڑ کر، پہلے ایک یادگاری شرک کی علامت مقرر کی جاتی ہے، پھر مزار، طواف، سجدہ، دعا اور نذر و نیاز وغیرہ کے ساتھ شرک کے سارے مراحل طے ہوتے ہیں، جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے، خواہ اس قبر کی نسبت صاحبِ قبر کی طرف درست ہو یا بناوٹی۔

یہاں مجھے ایک قصہ یاد آتا ہے جو شیخ برکات کے مزار کے بارے میں ایک شخص نے سنایا ہے۔ یہ قصہ دو نوجوان عادل اور سعید کا ہے جو یونیورسٹی سے فراغت کے بعد کسی گاؤں میں بطورِ مدرس ملازم ہوئے، جس میں قبروں کی تعظیم اور مزار پر فریفتگی چہار سو پھیلی ہوئی تھی۔

عادل اپنے دوست سعید کے ساتھ یونیورسٹی جاتے ہوئے راستے میں

Marfat.com

گفتگو کر رہا تھا۔ اچانک بس میں ایک عمر دراز، نیم پاگل، ہلتا اور لڑکھڑاتا فقیر داخل ہوا، جو اپنی گندی اور لٹکی ہوئی آستین سے اپنا تھوک صاف کر رہا تھا، اس نے لوگوں نے کہا کہ وہ مستجاب الدعوت ہے، ابھی ان کو بددعا دے گا تو بیچ راستے ہی میں بس پلٹ جائے گی۔

سعید کے طرزِ عمل سے ظاہر ہو رہا تھا کہ اس کی پرورش کسی ایسے گھرانے میں ہوئی ہے، جس میں لوگ اولیا کی کرامت اور اقطاب و ابدال سے بہت متاثر ہیں، بڑے میاں کی دھمکی سن کر سعید گھبرا گیا۔ عادل سے کہنے لگا کہ جلدی سے اس پہنچے ہوئے فقیر کو چند درہم دے دو، تاکہ ہماری بس حقیقت میں پلٹنے نہ پائے، کیوں کہ یہ فقیر (عبدالکریم) مبارک اور مستجاب الدعوت درویشوں میں سے ہیں۔

عادل نے سعید کی بات پر اظہارِ تعجب کرتے ہوئے کہا: یقیناً اہلِ سنت، اولیاء اللہ اور صالحین کی کرامتوں پر ایمان رکھتے ہیں، لیکن وہ صالحین، اصحابِ تقوی اور پرہیزگار ہوتے ہیں، جو اپنے اعمال کو لوگوں سے پوشیدہ رکھتے ہیں، ان شکم پرور مجذوبوں کی طرح نہیں ہوتے کہ جو اپنا دین بیچ کر پیٹ پالتے ہیں۔

سعید چیختے ہوئے بولا: ایسا نہ کہو، ان کے ہاتھوں خلافِ فطرت چیزوں کا واقع ہونا بہت مشہور ہے، ہر چھوٹا بڑا ان سے واقف ہے، ابھی تھوڑی دیر بعد دیکھ لینا کہ وہ بس سے اتر جائے گا اور ہم بس میں سوار رہیں گے، مگر وہ ہم سے پہلے اگلے گاؤں پیدل پہنچ کر وہاں ہمارا انتظار کر رہا ہوگا، اسی کو تو کرامت کہتے ہیں۔ کیا تم کرامت کے منکر ہو؟

عادل نے جواب دیا: میں مطلق طور پر کرامت کا انکار نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اس چیز پر قادر ہے کہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے کرامت سے نواز دے،

Marfat.com

لیکن اگر یہ کرامت ہمارے کھانے پینے کا ذریعہ بن جائے، اس کے ذریعے اللہ کو پکارنے کے بجائے مُردوں کو پکارا جائے، اس کرامت کے ذریعے شرک کے دروازے کھول دیے جائیں، اللہ سے ڈرنے کے بجائے اولیاے کرام اور ان کی شخصیت ہی سے ڈر جانے لگے تو میں ایسی کرامت کو تسلیم نہیں کرتا۔

سعید نے پوچھا: یعنی تم اس بات کو نہیں مانتے کہ شیخ احمد ابو سرود میدانِ عرفات سے استانبول (ترکی) اپنے گھر آئے اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ بھنی ہوئی کلیجی تناول فرما کر اسی شب عرفات واپس چلے گئے تھے؟

عادل نے کہا: اللہ تمھاری عقل میں برکت اور سوجھ بوجھ میں اضافہ فرمائے، کیا یونیورسٹی میں تم نے اسی کی تعلیم حاصل کی ہے؟

سعید نے کہا: تم نے تو اب مذاق اڑانے کا انداز اختیار کر لیا ہے۔

عادل نے جواباً کہا: میں تمھارا مذاق نہیں اڑا رہا ہوں، لیکن عام لوگوں کی باتوں اور ان کی خرافات کو فیصلے کے قابل اور نقد سے خالی نہیں سمجھتا۔

سعید نے کہا: لیکن ان کرامات کو صرف عام لوگ ہی نہیں بیان کرتے، بلکہ اولیا اور مزار والوں کی کرامات میں سے بیشتر ہمارے بڑے بڑے مشائخ بھی بیان کرتے ہیں۔

عادل نے کہا: بھائی ٹھیک ہے۔ اگر میں عملی دلائل کے ذریعے ثابت کر دوں کہ یہ تمام مزارات کھوٹے اور فریب ہیں تو اس بارے میں تمھاری کیا رائے ہے؟ ان میں اکثر و بیشتر مزار جن کی کوئی حقیقت نہیں ہے، نہ تو ان میں کوئی قبر ہے اور نہ ہی ان میں کوئی ولی ہے، بلکہ اس میں زیادہ تر جھوٹ کا پلندہ اور محض پروپیگنڈے کا نتیجہ ہیں، جسے لوگوں نے سچ جان لیا ہے۔ یہ سن کر سعید نے سر

Marfat.com

جھٹکا اور بار بار اعوذ باللہ پڑھتا رہا۔ تھوڑی دیر دونوں چپ رہے، گاڑی چلتی رہی اور کچھ دیر بعد ان کے ساتھ گاؤں جانے والے موڑ پر پہنچ گئی۔ موڑ کے پاس عادل نے سعید کی طرف متوجہ ہو کر کہا: سعید بھائی! یہ بتایئے کہ کیا اس موڑ پر آپ کو کسی ولی کی قبر یا قبہ یا مزار نظر آ رہا ہے؟

سعید نے جواب دیا: نہیں، کیا کسی ولی کو بیچ راستے کے موڑ پر دفن کرنا عقل مندی ہے؟

عادل: اس سلسلے میں تمھاری کیا رائے ہے کہ اگر ہم گاؤں میں خبر پھیلا دیں کہ اس ٹرننگ موڑ پر ایک ولی کی پرانی قبر ہے، لیکن بے توجہی کی وجہ سے اس کے نشانات مٹ گئے ہیں۔ ہم اپنی اس جھوٹی خبر کو سچی بنانے کے لیے ولی کی کرامتوں اور ان کی قبر کے پاس دعاؤں کی قبولیت کے متعلق چند کہانیاں بھی گڑھ لیں اور پھر اسے لوگوں کے سامنے پیش کر کے دیکھیں کہ لوگ ہماری باتوں کو سچ مانتے ہیں یا جھوٹ؟ ویسے مجھے تو پورا یقین ہے کہ لوگ اس خبر کو فوراً پختہ اور سچ مان لیں گے اور ہو سکتا ہے کہ آیندہ سال اس بزرگ کا ایک بڑا مزار تعمیر کر دیں اور اس قبر کی کھدائی کرتے کرتے زمین کی تہ تک پہنچ جائیں تو بھی اس میں مٹی کے سوا کچھ نہ پائیں گے۔

سعید نے کہا: چھوڑو! تم بھی کیا بات کرتے ہو۔ کیا تم نے لوگوں کو بالکل بے وقوف اور اس حد تک نادان سمجھ رکھا ہے؟

عادل نے کہا: ٹھیک ہے، اس سلسلے میں اگر تم میرا ساتھ دو تو تمھارا کیا نقصان ہے؟ کیا تم میری موافقت کے سبب انجام سے ڈرتے ہو؟

سعید نے جواب دیا: نہیں میں ڈر تو نہیں رہا ہوں، البتہ میں اس پر

Marfat.com

رضا مند بھی نہیں ہوں۔

عادل نے کہا: بہتر ہے تم پچاس فی صد میری تائید کرتے ہو تو یہ بتاؤ کہ اگر ہم اس من گھڑت بزرگ کا نام شیخ برکات رکھیں تو تمھاری کیا رائے ہے؟

سعید نے جواب دیا: ٹھیک ہے، جیسی تمھاری مرضی۔

عادل اور سعید باہم اس بات پر آمادہ ہو گئے کہ یونیورسٹی میں اپنے ساتھی اساتذہ اور نائی کی دکان (سیلون) پر لوگوں کے درمیان ناصح کے طور پر اس بات کا چرچا کریں گے۔ ویسے بھی محلے اور گاؤں میں نائی (باربر) کی دکان پروپیگنڈے کا بڑا اہم ذریعہ ہوتی ہے۔

گاؤں پہنچ کر دونوں بس سے اترے اور سیدھے سلیم باربر کی دکان پر پہنچے۔ دکان میں داخل ہو کر نائی سے اولیا کے بارے میں گفتگو کرنے لگے اور یہ کہا کہ اللہ کے نزدیک بہت پہنچا ہوا ولی سالہا سال سے یہاں دفن ہے، مگر مشہور نہ ہونے کی وجہ سے اس کے ذریعے مانگنے والے بہت کم ہیں۔ نائی نے ان سے اس ولی کا قبر کا پتا پوچھا: دونوں نے اسے جواب دیا کہ گاؤں میں داخل ہوتے وقت موڑ پر ہے۔

نائی نے کہا: اللہ کا شکر ہے، جس نے ہمارے گاؤں میں ایک ولی بھیج کر ہماری عزت افزائی فرمائی۔ برسوں کی میری یہ تمنا تھی کہ کیا یہ مناسب بات ہے کہ پڑوسی گاؤں میں تو اولیا اللہ کے دسیوں مزارات ہیں، مگر ہم ایک مزار سے بھی محروم ہیں۔

عادل نے سلیم سے مخاطب ہو کر کہا: شیخ برکات بڑے اولیا اور پہنچے ہوئے بزرگوں میں سے تھے۔ اونچے درباروں تک ان کی رسائی تھی۔

Marfat.com

نائی نے زور دار آواز میں کہا: شیخ برکات قدس اللہ سرہ کے بارے میں یہ باتیں آپ کو معلوم تھیں، پھر بھی خاموش تھے؟

اس کے بعد جنگل کی آگ کی طرح پورے گاؤں میں یہ خبر پھیل گئی۔ لوگ شیخ برکات کو خواب میں دیکھنے لگے، اپنے فارغ اوقات میں اسی موضوع پر گفتگو کرتے، ہر وقت شیخ برکات کی کرامتیں ہی موضوعِ بحث رہتیں۔ شیخ برکات کا عمامہ، اذان کے وقت موذن کی ان سے اجازت طلب کرنے کی کیفیت وغیرہ، یہی سب ان کی مجلسوں میں گفتگو کا مرکزی موضوع بن گیا، یونیورسٹی کے اندر بھی تمام اساتذہ کے درمیان آگے پیچھے شیخ برکات کے مزار کی باتیں ہی ہونے لگیں۔

معاملہ جب حد سے آگے بڑھ گیا تو سعید سے رہا نہ گیا، اس نے چیختے ہوئے کہا: لوگو! اگر تمھارے پاس عقل ہے تو اس خرافات سے دور رہو۔

گاؤں کے تمام لوگوں نے بہ یک آواز ہو کر کہا: تمھارا مطلب یہ ہے کہ شیخ برکات موجود نہیں ہیں۔ سعید نے جواب دیتے ہوئے کہا: ہرگز موجود نہیں ہیں اور نہ ہی ان کی قبر کی کوئی حقیقت ہے، یہ تو محض ایک پروپیگنڈہ تھا۔ سڑک کا مذکورہ موڑ تو مٹی کا ایک ڈھیر ہے، وہاں زمین کی آخری تہہ تک مٹی ہی مٹی ہے۔ وہاں نہ کوئی شیخ ہے نہ ولی نہ بزرگ اور نہ ہی کوئی مزار و مقبرہ۔

یونیورسٹی کے تمام اساتذہ نے جھڑک کر کہا: سعید! تم یہ کیا بکواس کر رہے ہو؟ تمھیں شیخ برکات کے بارے میں ایسا کہنے کی جرأت کیسے ہوئی؟ یہ شیخ برکات ہی ہیں، جن کے ہاتھوں گاؤں میں پچھلی سمت پانی کا ایک چشمہ جاری ہوا تھا۔

سعید نے کہا: اپنی عقلوں کو دوسرے کے حوالے نہ کرو، تم لوگ سمجھ دار ہو، دوسروں کو پڑھاتے ہو، عقل سکھاتے ہو، اس لیے یہاں اپنی عقل دوسروں کے

Marfat.com

حوالے نہ کرو، ذرا سوچو، غور کرو کہ خواب یا بیداری میں اگر کوئی آ کر تمھیں کسی ولی کی قبر، بزرگ کا مزار یا اولیا کے مقبروں کی خبر دے یا شیطان آ کر تمھاری عقلوں سے کھلواڑ کرے تو کیا تم راہ چلتے ہر شخص کی بات سچ مان لو گے؟

یہ سب باتیں ہو رہی تھیں کہ پرنسپل صاحب داخل ہوئے، گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے گویا ہوئے: آپ لوگوں کی ان تمام باتوں کے باوجود شیخ برکات کے اوصاف موجود ہیں، ان کا وجود برحق ہے، اخبار کی رپورٹ بھی سچائی پر مبنی ہے۔

سعید نے تعجب کرتے ہوئے کہا: کیا اخبار میں بھی یہ شائع ہو چکی ہیں؟ کس اخبار نے اور کیا لکھا ہے؟

پرنسپل نے اخبار نکال کر دکھایا، اخبار میں شہ سرخی یہ تھی:

"اِکْتِشَافُ مَقَامِ الشَّیْخِ بَرَکَات"

"شیخ برکات کے مزار کی دریافت۔"

سرخی کے تحت شیخ برکات کے تعلق سے کچھ معلومات بھی درج تھیں۔ شیخ برکات قدس اللہ سرہ 1100 ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اپنے وقت کے اکابر علما سے شرفِ تلمذ حاصل کیا، جن میں فلاں اور فلاں عالم قابلِ ذکر ہیں۔ ایک صلیبی جنگ میں ترکی افواج کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے، صلیبیوں کے ساتھ جب معرکہ گرم ہوا تو ان کے سامنے نہایت بہادری سے ڈٹے رہے، آپ نے اپنے منہ سے ان کی طرف ایک پھونک ماری، جس کے بعد خوب تند و تیز آندھی چلی اور صلیبی لشکر ہوا میں سو میٹر اوپر بلند ہو گیا، پھر سب کے سب دھڑام زمین پر گر پڑے اور خون میں لت پت ہو گئے۔

سعید نے کہا: ماشاء اللہ! شیخ برکات کے بارے میں اخبار والے کو اتنی

Marfat.com

گہری اور باریک معلومات کہاں سے حاصل ہوئیں؟

پرنسپل نے کہا: یہ حقائق ہیں۔ کیا تم سمجھ رہے ہو کہ اخبار والے یہ معلومات اپنے باپ کے گھر سے لائے ہیں؟ یہ تو تاریخ کا حصہ ہے۔

سعید نے کہا: لیکن یہ تو محض ایک دعوی ہے جو دلیل کا محتاج ہے؟ اور دلیل وہی دے گا جو مدعی ہو، اس لیے ہم آپ پر ہر دعوے کی صحت کی تحقیق ضروری ہے، ورنہ اس طرح تو ہر شخص اولیا اللہ کی قبروں، ان کے مزارات اور ان کی کرامتوں کا دعوی کرتا پھرے گا۔

اس کے بعد سعید نے بہ آوازِ بلند چیخ کر کہا: اے لوگو! میں صراحت کے ساتھ کہتا ہوں کہ شیخ برکات کا معاملہ محض ایک خرافات اور جھوٹے پروپیگنڈے کا نتیجہ ہے، جسے میں نے اور عادل نے محض اس لیے گھڑا تھا، تا کہ ہم لوگ اس کے ذریعے لوگوں کی جہالت، ان کے شور وشغب اور کسی بھی معاملے میں عدمِ تحقیق ثابت کر سکیں۔ اگر پوچھنا اور تحقیق کرنا چاہیں تو استاد عادل آپ کے سامنے موجود ہیں، آپ ان سے پوچھ سکتے ہیں۔

اس کے بعد لوگ عادل کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے: عادل صاحب بھی تو آپ ہی کی طرح بحث و جدال کرنے میں ماہر ہیں، وہ بھی ہر بات کی دلیل مانگتے ہیں، وہ بھی اولیا اور صالحین سے حسد کرتے ہیں۔ تم اور عادل شیخ برکات کی برکتوں کا جتنا بھی انکار کرو، ہم تو اسے سچ مانتے ہیں۔ شیخ برکات کو ولی اور صالح مانتے ہیں۔ شیخ برکات ہمارے پرکھوں کے زمانے میں موجود تھے۔ ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کہ یہ دنیا کبھی اولیا، صالحین اور ان کے مزارات سے خالی نہیں رہتی۔ ہم ضلالت وگمراہی سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

Marfat.com

یہ سن کر عادل اور سعید خاموش ہو گئے۔ گھنٹی بجی اور تمام اساتذہ کلاس روم میں چلے گئے۔ استاد سعید تو اپنی بے پروائی کی وجہ سے اپنی بیان کردہ اور خود ساختہ شیخ برکات کی کرامتوں کو بھول گئے اور اس کے معقول و غیر معقول ہونے میں پس و پیش میں رہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ سارے لوگ غلطی پر ہوں اور اخبار کی رپورٹ بھی جھوٹ پر مبنی ہو۔ انوکھی بات تو یہ ہے کہ ابھی کل ہی مشائخ اور اصحابِ جبہ و دستار اس موڑ پر جمع ہوئے تھے اور مل کر شیخ برکات کے نام کی محفل سجائی، ایک بڑا جشن منعقد کیا، لیکن شیخ برکات کا افسانہ تو استاد عادل نے گھڑا تھا، کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ ایک ساتھ تمام لوگ خرافات میں پڑ جائیں؟ ایسا تو ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اس طرح سعید کے ذہن میں نئے نئے افکار آنے لگے۔ کبھی تو وہ یہ سوچتا کہ ممکن ہے کہ شیخ برکات واقعتاً موجود ہی ہوں؟ کبھی یہ سوچتا کہ ممکن ہے استاد عادل کو پہلے سے اس کا علم ہو؟ لیکن انھوں نے اسے اس وہم میں مبتلا کر دیا کہ شیخ برکات کے وجود کو گھڑنے والے وہی ہیں۔

استاد سعید نے اس بات میں خوب غور و فکر کیا، مگر ساتھ ہی شیطان مردود سے اللہ کی پناہ بھی طلب کی، تاکہ دل و دماغ سے یہ خیال نکل جائے، لیکن انھیں اس کوشش میں کامیابی نہیں ملی۔

اسی طرح دوسرے دن بھی اسکول میں یہی موضوعِ بحث بنا رہا، چونکہ تعلیمی سال کے آخری ایام چل رہے تھے، سالانہ چھٹیاں قریب تھیں، اسی دوران گرمیوں کی چھٹیاں شروع ہوئیں اور تمام اساتذہ اور طلبہ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

نیا تعلیمی سال شروع ہوا، استاد عادل اور سعید بس میں سوار ہو کر گاؤں

Marfat.com

کے اسی سکول میں پڑھانے جا رہے تھے، استاد عادل تو اس موضوع کو مکمل طور پر فراموش کر چکے تھے، حالاں کہ انھوں نے ہی نے اس قصے کو گھڑا اور مشہور کیا تھا، مگر سعید صاحب کو پوری داستان ازبر تھی، جیسے جیسے ان کی بس گاؤں کے اس موڑ سے قریب ہو رہی تھی، ان پر ایک دہشت طاری ہو رہی تھی، موڑ پر پہنچ کر دیکھا کہ وہاں ترکی طرزِ تعمیر کی ایک خوب صورت عمارت تعمیر ہے، پہلو میں شاندار مسجد تعمیر ہے، شیخ برکات کے نام کا کتبہ لگا ہوا ہے، استاد عادل لوگوں کی بے وقوفی پر مسکرائے اور سمجھ گئے کہ لوگوں کے درمیان شرک پھیلانے میں شیطان کامیاب ہو گیا ہے، اپنی معنی خیز مسکراہٹ مین استاد سعید صاحب کو شریک کرنے کے لیے عادل صاحب ان کی طرف متوجہ ہوئے، لیکن استاد سعید اپنے وظائف میں منہمک تھے، بلند آواز سے پکارتے ہوئے ڈرائیور سے وہاں تھوڑی دیر گاڑی روکنے کا مطالبہ کیا، پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر شیخ برکات کی روح پر فاتحہ پڑھی۔[1]

فطرت کو خرد کے رو برو کر　　تسخیر مقامِ رنگ و بو کر
تو اپنی خودی کو کھو چکا ہے　　کھوئی ہوئی شے کی جستجو کر

بے ذوق نہیں اگرچہ فطرت
جو اس سے نہ ہو سکا، وہ تُو کر

[1] ''مجلۃ البیان'' بتصرف۔

Marfat.com

مدعی توحید کے اور شرک سے یہ ساز باز!

مزاروں، درگاہوں اور قبروں کا رخ کرنے والے بیشتر لوگ اپنے ساتھ مال و زر، گائے، بکرا، پھولوں کی چادر اور اگر بتی کے علاوہ مرغا، ملیدہ، شکر، چاول، حلوا، بریانی کی دیگ، مٹھائی، الائچی دانے اور کھانے پینے کی دوسری چیزیں ساتھ لے کر جاتے ہیں۔ پہلے باادب ہو کر اپنے بزرگ کے مزار پر حاضری دیتے ہیں، پھر ساتھ لائی ہوئی چیز ہدیے اور نذرانے کے طور پر مزار پر چڑھاتے ہیں۔ کبھی گائے، مرغا اور بکرا مزار کے نام پر چھوڑ دیا جاتا ہے اور کبھی اس ولی یا بزرگ کی قربت حاصل کرنے کی غرض سے ان کے نام پر ذبح کیا جاتا ہے۔

مزاروں پر حاضری دینے والے لوگ ولی کی قبر کا طواف بھی کرتے ہیں اور اس قبر کی مٹی ہاتھ میں لے کر اپنے جسم پر ملتے ہیں۔ وہ ان قبروں اور مزاروں کو دفعِ مضرت اور طلبِ حاجت کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ ان آستانوں اور قبروں میں دفن شدہ مُردوں کی قسمیں کھائی جاتی ہیں۔ ان فتنہ پروروں میں سے اگر کوئی مرید اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کچھ چڑھانا چاہتا ہے تو اسے ٹھکرا دیا جاتا ہے، بلکہ اگر کوئی واللہ العظیم یا اللہ کی قسم بھی کہہ دے تو اس سے نہ کچھ قبول کرتے ہیں اور نہ اس کی کسی بات پر یقین کرتے ہیں، بلکہ اس کے برخلاف اگر اولیا کی قسم کھا کر نذرانہ دے یا نیاز کرے تو اسے فوراً قبول کر لیتے ہیں اور سچا جانتے ہیں۔

قبروں کی تعظیم میں غلو اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ بعض پیروکاروں نے

Marfat.com

اب قبروں کے لیے مستقل حج مقرر کر دیا ہے اور اس عبادت کے مخصوص طریقے بھی بنا لیے ہیں، مثلاً: قبروں کا طواف، غیر اللہ کے نام کی قربانی اور نذر و نیاز وغیرہ کو ارکانِ حج میں شمار کر کے یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ اتنی بار فلاں قبر پر جاؤ گے تو ایک حج کا ثواب ملے گا، اس خود ساختہ حج کے لیے من گھڑے اعمال بھی سکھائے جاتے ہیں، بلکہ بعض غالی قبر پرستوں نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب بھی تصنیف کی ہے، جس میں قبروں کو بیت اللہ کے مشابہ بتایا گیا ہے، "مَنَاسِكُ حَجِّ الْمَشَاهِدَ" نامی کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

شرک و بدعت کی انتہا:

شرک و بدعت کی ان سرحدوں کو پار کرتے ہوئے آستانوں اور درگاہوں کی زیارت کے بعض آداب بھی مقرر کیے گئے ہیں، جن میں سے چند کا تذکرہ حسبِ ذیل ہے:

قبروں کی زیارت کے آداب:

① صاحبِ قبر کے احترام میں زیارت کرنے والے کو چاہیے کہ اپنے جوتے اور چپل باہر اتار دے۔

② آستانے کے دربان (چوکیدار) کی اجازت کے بعد ہی اندر داخل ہونا چاہیے۔
آستانے کا خادم مقبرے کے گرد زائرین کے طواف کی اسی طرح ذمے داری نبھاتا ہے، جس طرح بیت اللہ کے گرد طواف کے دوران میں پولیس کا آدمی نبھاتا ہے۔

③ طواف کے بعد الٹے پاؤں واپس ہوں، تا کہ آستانے کی بے حرمتی نہ ہو۔

Marfat.com

④ آستانے کی زیارت کرنے والے قبے اور مزار سے تبرک حاصل کرنے کے لیے بارش کی طرح ٹوٹ پڑتے ہیں، جن میں سے بعض وہ ہوتے ہیں، جو آستانے کی مٹی اٹھاتے ہیں۔ بعض لوگ قبر کے آس پاس جالیوں کو چھوتے ہیں اور چھوکر اپنے بدن اور کپڑوں پر ملتے ہیں۔ اگر آستانے کے اندر داخل ہو جائیں تو غیر اللہ کی عبادت کرنا اور دعا کے اندر اس سے آہ وزاری کرنا، بلکہ آپ دیکھیں گے کہ عورت اپنے بچے کو اوپر اٹھا کر ہلاتی ہوئی قبر کے بزرگ سے مخاطب ہو کر اس کے لیے برکت کی دعا مانگتی ہے۔

کچھ لوگ قبر کا سجدہ کرتے ہوئے نظر آئیں گے اور ان درگاہوں پر نذرونیاز اور تحفے تحائف تو ایک عام بات ہو کر رہ گئی ہے، کچھ لوگ شفا یا مطلب براری کے لیے ان قبروں پر کئی کئی دن اور مہینوں تک ٹھہرے رہتے ہیں، بلکہ اس مقصد کے لیے آنے والے زائرین کے لیے انتظار گاہیں بنیں ہوئی ہیں۔ یہ لوگ امید لگائے رہتے ہیں کہ اس سے ہمیں ولی کی قربت کا وہ لمحہ میسر آ جائے جو شبِ قدر میں بندوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے، اس انتظار سے ہماری دعا قبول ہو گی، سفارش رد نہیں کی جائے گی، ضرورت پوری ہو گی وغیرہ۔

بعض درگاہوں پر اعتکاف کے لیے حجرے مخصوص ہیں، ان آستانوں پر زائرین پر طاری ہونے والا خشوع، سکینت اور تاثیر ان کے رونے گڑگڑانے اور آہ وگریہ زاری کرنے کی حد تک نظر آتی ہے۔

صورتِ حال یہ ہو گئی ہے کہ یہ اصحابِ قبور، یہ اولیا و اقطاب اللہ کے سوا معبود بن چکے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو قطعاً پسند نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ کسی بھی نبی یا فرشتے تک کی عبادت کی جائے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ

Marfat.com

نبیوں اور فرشتوں کے سوا دوسروں کی عبادت کی بھی جائے تو وہ کس طرح اس بات کو پسند کرے گا؟

مدعی توحید کے اور شرک سے یہ ساز باز
اک طرف قبروں پر سجدے، دوسری جانب نماز
مضحکہ توحید کا کب تک اڑایا جائے گا
تابہ کے یہ کھیل دنیا کو دکھایا جائے گا

Marfat.com

نالۂ دل

قبروں میں یہ مدفون مردے نہ تو اپنی مدد کر سکتے ہیں نہ دوسروں کی، لیکن انھیں پکارنے اور ان سے مدد کی درخواست کرنے والوں کا حال یہ ہے کہ اپنے دلوں میں ان کا خوف کوٹ کوٹ کر سجائے ہوئے ہیں۔ ان کے متعلق زبان سے کوئی کلمہ کہنا یا دل میں کچھ سوچ لینے کو باعثِ مصیبت سمجھتے ہیں۔

ان لوگوں کا حال بنوثقیف کے اس وفد کے کس قدر مشابہ ہے، جس نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کیا تھا۔ مسلمان ہونے کے بعد انھیں سب سے پہلے اپنے اس بت کا خوف محسوس ہوا جس کی وہ پوجا کرتے تھے، حالاں کہ وہ بت نقصان پہنچا سکتا تھا نہ ہی فائدہ۔ موسیٰ بن عقبہ اس واقعے کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب لوگوں میں اسلام کا چرچا ہوا، اسلام کی جڑیں مضبوط ہونے لگیں تو جوق در جوق لوگ اسلام کی طرف مائل ہونے لگے، مختلف قبیلوں نے اسلام کی صحیح معلومات حاصل کرنے اور معاملے کی تحقیق کے لیے اپنے اپنے نمایندے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجنے شروع کیے، تاکہ ان کی دی ہوئی معلومات اور پیش کردہ رپورٹ کے مطابق کوئی فیصلہ کرسکیں اور اطمینانِ کامل ہو جانے پر نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں اپنے اسلام کا اعلان کرسکیں۔

انہی وفود میں انیس آدمیوں پر مشتمل بنوثقیف کا ایک وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ لوگ مسجد میں ٹھہرے، تاکہ قرآن کریم سن سکیں۔

Marfat.com

چنانچہ جب اسلام کا نقش ان کے دلوں میں جم گیا، انھوں نے اپنے اسلام کا اعلان کرنا چاہا تو ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اور اپنے معبود ربہ نامی بت کو یاد کیا، انھوں نے نبی کریم ﷺ سے سود، زنا اور شراب کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ سب چیزیں ان پر حرام ہیں۔'' پھر انھوں نے اپنے معبود ربہ کے بارے میں پوچھا کہ ہم اس کا کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے ڈھا دو۔'' انھوں نے کہا: ہائے افسوس! اگر ربہ ہمارے ان ارادوں کو جان جائے تو ہمارے دوست احباب سمیت پورے گھر والوں کو تباہ کر دے گی۔

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمھارا ستیاناس ہو! تم کتنے بڑے نادان ہو، ربہ آخر ایک پتھر ہی تو ہے۔ قبیلے والوں نے (ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے) کہا: اے خطاب کے بیٹے! ہم یہاں تمھارے پاس نہیں آئے ہیں۔

اس کے بعد وہ نبی اکرم ﷺ کی طرف متوجہ ہو کر عرض گداز ہوئے: یا رسول اللہ ﷺ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ﷺ ان کی انہدامی کاروائی کا ذمہ کسی کو سونپ دیں۔ ہم سے ان کا انہدام ہرگز نہ ہو سکے گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی خاطر تمھارے پاس چند افراد بھیج دوں گا جو اس کے انہدام کے لیے کافی ہوں گے۔ پھر ان لوگوں نے اپنے قبیلے میں واپس جانے لیے آپ ﷺ سے اجازت طلب کی۔

واپس پہنچ کر ان لوگوں نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت پیش کی، قوم کے لوگ مسلمان ہو گئے اور کچھ دن تک نبی کریم ﷺ کے فرستادے کا انتظار کرتے رہے، چند دنوں بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ سیدنا خالد بن ولید اور

Marfat.com

عقبہ بن مغیرہ رضی اللہ عنہما ان کے پاس پہنچے اور اس بت کے سامنے آئے۔ تمام مرد، عورت اور بچے ربہ کے سامنے جمع ہو گئے، ڈر کے مارے وہ سب کانپ رہے تھے، انھیں یقین تھا کہ ربہ کو ڈھایا نہ جا سکے گا، بلکہ اسے ہاتھ لگانے والا قتل کر دیا جائے گا۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کلہاڑی لے کر اس کے سامنے آئے اور اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: قسم ہے اللہ کی میں ابھی تمھیں بنو ثقیف کے حال پر ہنساؤں گا۔ یہ کہہ کر انھوں نے بت پر کلہاڑی سے وار کیا اور ایڑیاں پٹختے ہوئے زمین پر گر پڑے۔

لوگوں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے کہا: آپ لوگوں میں سے جو چاہے اور جس کی ہمت ہو اس کے قریب جائے۔

جب مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے انھیں اپنے معبود کی کامیابی پر خوش ہوتے ہوئے دیکھا تو کھڑے ہو کر فرمایا: اے ثقیف کے لوگو! یہ تو صرف کیچڑ، مٹی اور پتھر ہے، اس لیے تم اللہ کی پناہ میں آؤ اور اللہ ہی کی عبادت کرو۔ یہ کہہ کر اسے مارنا شروع کیا اور ڈھایا، پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس کے اوپر چڑھے اور اس کا ایک ایک پتھر گرا دیا۔

قارئین کرام! اگر صحابہ کی طرح آج بھی کوئی حقیقی موحد آئے اور ان قبروں پر قائم قبوں اور مزارات کو ڈھائے تو یہ اصحابِ قبور اس سے اپنے انتقام کی ذرہ برابر بھی طاقت نہیں رکھتے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر سلف صالحین کا بیان ہے کہ زیرِ تذکرہ ود اور سواع وغیرہ قومِ نوح کے نیک لوگ تھے، جب وہ مر گئے تو لوگ ان کی قبروں پر معتکف ہوئے اور ان کی مورتیاں بنا کر پوجنے لگے۔ بتوں کی پرستش کا یہی آغاز تھا۔

Marfat.com

نبی کریم ﷺ نے شرک کا سدِ باب کرنے کے لیے قبروں کو مسجدیں بنانے کی ممانعت فرمائی ہے، جس طرح سورج کے طلوع و غروب کے وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے، کیوں کہ اس وقت مشرکین سورج کی پوجا کرتے تھے اور طلوع و غروب کے وقت شیطان سورج کے ساتھ ہوتا ہے، چوں کہ اس وقت نماز پڑھنے سے مشرکین کی عبادت کی مشابہت ہوتی ہے، اس لیے اس کا دروازہ بند کر دیا۔

Marfat.com

شرک کیسے پروان چڑھا؟

شرک کے پروان چڑھنے کے اسباب وعوامل پر غور وفکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اولیا وصالحین کی محبت میں غلو کرنا اور انھیں ان کے مقام ومرتبے سے اوپر اٹھا دینا ہی اشاعتِ شرک کا اہم سبب ہے، اس لیے کہ کسی کو اس کے مقام سے بڑھا دینا اور اندھی عقیدت میں کسی کی ہر بات مان لینے سے شرک کا چور دروازہ کھلتا ہے۔

نوح علیہ السلام کے عہد تک شرک کا وجود نہ تھا۔ نوح علیہ السلام کی قوم میں پانچ بڑے اولیا وصالحین تھے، جن کے نام یہ ہیں:

1. ود۔
2. سواع۔
3. یغوث۔
4. یعوق۔
5. نسر۔

یہ صالحین عبادت گزار بندے تھے اور لوگوں کو دین کی باتیں سکھاتے اور ان کی راہنمائی کرتے تھے، ان کی وفات پر قومِ نوح کو بڑا صدمہ پہنچا، کہنے لگے: وہ لوگ جا چکے جو ہمیں عبادت کی فضیلت یاد دلاتے اور اس کے طور طریقے سکھاتے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم دیا کرتے تھے، اب ہمیں دین کی باتیں کون سکھائے گا؟ ہماری راہنمائی کون کرے گا؟

شیطان نے جب ان کی اس صورتِ حال کو دیکھا تو آ کر قوم کے لوگوں کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالا کہ اگر تم اپنے اولیا وصالحین کی صورتوں کے مجسمے بنا

Marfat.com

کر اپنی عبادت گاہوں میں نصب کر لو تو جب تم انھیں دیکھو گے تو تمھیں ان کا ذوقِ عبادت یاد آ جائے گا اور تمھارا جذبۂ عبادت سرد نہ پڑنے پائے گا۔

قوم کے لوگوں کو یہ تجویز بہت پسند آئی۔ انھوں نے اپنے صالحین کے مجسمے نصب کر دیے۔ چند سالوں تک یہ سلسلہ جاری رہا، یہاں تک کہ ان کی نسل گزر گئی اور ان کے بعد ان کی اولاد کا دور آیا، چوں کہ وہ اس حال میں بڑے ہوئے کہ انھوں نے اپنے آبا و اجداد کو ان مجسموں اور بتوں کی تعریف و تعظیم کرتے دیکھا تھا، اس لیے وہ بھی اپنے آبائی طرزِ تعظیم پر قائم رہے۔

پھر جب ان کی تیسری نسل آئی تو شیطان نے ان سے کہا کہ تمھارے آبا و اجداد اور تم سے پہلے لوگ ان مجسموں کی عبادت کرتے تھے۔ قحط سالی اور دوسری ضرورتوں میں انھی سے پناہ پکڑتے تھے۔ اس لیے تم بھی ان کی عبادت کرو۔ اس کے بعد سے وہ لوگ ان مجسموں کی عبادت کرنے لگے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو 950 برس تک توحید کی دعوت دی، مگر بہت کم لوگ ہی آپ پر ایمان لائے، اللہ تعالیٰ کو ان کافروں پر غصہ آیا، چنانچہ اللہ نے انھیں طوفان کے عذاب سے ہلاک کر دیا، یعنی دنیا سے شرک مٹ گیا۔ طوفان کا یہ حادثہ نوح علیہ السلام کی قوم کے ساتھ پیش آیا۔

ابراہیم علیہ السلام کی قوم میں شرک کس طرح پروان چڑھا، جب آپ اس کے اسباب کا جائزہ لیں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ وہ لوگ چھوٹے بڑے ستاروں کی پرستش کیا کرتے تھے اور یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ کائنات میں انھی کی حکومت ہے۔ دعائیں قبول کرنا، مصیبتیں دور کرنا اور ضرورتیں پوری کرنا انھی کے اختیار میں ہے۔ ان کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ یہ ستارے اللہ اور مخلوق کے درمیان واسطے

Marfat.com

ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں کائنات کی حکمرانی اور اس میں تصرف کا حق دے دیا ہے۔
اس عقیدے پر ان کا زیادہ عرصہ نہ گزرا کہ انھوں نے ستاروں اور فرشتوں کی شکل پر بت بنا لیے۔ ابراہیم علیہ السلام کے والد آزر کے پاس بت بنانے کی فیکٹری تھی، وہ بت سپلائر تھے، بت بنا کر اپنے بچوں کو فروخت کرنے کے لیے دیتے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام بھی ان بتوں کو فروخت کرنے کے لیے جاتے اور اس طرح صدا لگاتے:

''کون اس بت کو خریدے گا جو نہ فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان۔''

ابراہیم علیہ السلام بتوں کو جس حال میں لے جاتے، ویسے ہی واپس بھی لے آتے، ایک بت بھی فروخت نہ کرتے، جب کہ آپ کے دوسرے بھائی تمام بت فروخت کر کے گھر لوٹتے۔ آپ نے اپنے والد اور اپنی قوم کو ان بتوں کو اٹھا پھینکنے کی دعوت دی، مگر قوم کے لوگ نہ مانے۔ آخر کار ایک دن وہ بھی آیا کہ جب آپ نے ان بتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے، قوم کے لوگوں نے آپ کو آگ میں ڈالا، لیکن اللہ نے آپ کو بچا لیا۔

Marfat.com

شرک کے وارثوں اور درگاہوں کے سجادہ نشین

نوح اور ابراہیم علیہم السلام کی قوموں کا حال آپ نے ملاحظہ کیا۔ آج اگر ہم کسی قبوری مسلمان سے پوچھیں کہ قبروں اور مزاروں سے ان کے تعلقات کس طرح شروع ہوئے اور کس طرح بالآخر انھیں شرک تک پہنچا کر ختم ہوئے؟ تو جواب یہی ملے گا کہ یہ تعلق اصحابِ تقوی اور صالحین کی تقدیس سے شروع ہوتا ہے۔

پھر ان کی وفات کے بعد ان کی قبروں کی زیارت مستحب بن جاتی ہے۔ جو موت اور آخرت کی یاد کے لیے نہیں، بلکہ مدفون ولی یا بزرگ کی یادیں تازہ رکھنے کے لیے اور ان سے عبرت حاصل کرنے لیے۔ یہ قبر پہلے ان کی یادگار ہوتی ہے، پھر پختہ قبر بنتی ہے۔

پھر اس پر چادر اور پھول مالا چڑھتی ہیں، عرس و میلہ لگتا ہے، لوگ وہاں قبولیت کی امید پر اللہ سے دعائیں مانگتے ہیں، قبروں کو چھو کر، بوسہ لے کر اور اس کا مسح کر کے تبرک حاصل کرتے ہیں۔ اس کے بعد انھیں اللہ تعالیٰ کا سفارشی سمجھ کر پکارا جاتا ہے، ان کا واسطہ اور وسیلہ طلب کیا جاتا ہے۔ ان کا دعوی ہوتا ہے کہ یہ صاحبِ قبر پاک، مکرم، مقرب اور معظم ہیں۔ اللہ عزوجل کے نزدیک ان کو اونچا مقام و مرتبہ حاصل ہے، چوں کہ حاجت مند گناہوں میں لت پت ہوتا ہے، اس لیے اس کا براہِ راست اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا مناسب نہیں ہے، لہٰذا صاحبِ قبر بزرگ کو اپنے اور اللہ کے درمیان واسطہ بنا لینا مفید اور ضروری ہے۔

Marfat.com

پھر شیطان ان زائرین کے دل میں یہ جھوٹی بات ڈالتا ہے کہ قبر کے یہ بزرگ، چوں کہ اللہ کے یہاں مکرم تھے، اس لیے اللہ نے ان کو اختیار اور قدرت عطا کر دی ہے۔ نتیجتاً قبروں کی زیارت کرنے والا ان مدفون بزرگوں کی فی نفسہٖ تعظیم کرنے لگتا ہے، ان سے ڈرتا ہے اور انھیں سے امیدیں وابستہ رکھتا ہے، ضرورتوں اور مصیبتوں میں انھیں پکارتا ہے اور انھیں سے فریاد رسی کرتا ہے۔

پھر ان کی قبروں پر مسجدیں، قبے، مزارات اور درگاہیں تعمیر کی جاتی ہیں، ان میں قندیلیں روشن کی جاتی ہیں اور پردے لٹکائے جاتے ہیں، پھر زیارت کرنے والے قبر کو سجدہ کرتے ہیں، اس کا طواف کرتے اور اسے بوسہ دیتے ہیں، اس کو ہاتھوں سے چھوتے اور اس کا حج کرتے ہیں، اس کے پاس جانور قربان کرتے ہیں، ان کے ارد گرد رہنے والے مجاور ان کی جھوٹی کرامات، قصوں اور حکایات کے جال بنتے ہیں۔

مثال کے طور پر اس کنواری کو فلاں سے مانگنے پر اچھا شوہر مل گیا اور لڑکے کی طلب گار فلاں عورت کو یہاں سے لڑکا مل گیا، بلکہ ان کے دربار سے بانجھ تک کی گود ہری ہو جاتی ہے وغیرہ۔ ان میں سے بعض مجاور بار بار یہ بات دہراتے ہیں کہ ان چوکھٹوں کی زیارت کرنے والا کبھی نامراد نہیں لوٹتا، جو ان قبروں اور مقدس چوکھٹوں کی زیارت کرتا ہے، اس کی ضرورتیں اور اس کی مرادیں بخشی جاتی ہیں۔

بلکہ ایک تاجر سے پوچھا گیا کہ تم اپنے گاہکوں سے اللہ کی قسم کیوں نہیں کھاتے؟ اولیا و صالحین کے مزاروں کی قسمیں کیوں کھاتے ہو؟ اس نے جواب دیا: اس جگہ پر لوگ اللہ کی قسم کھانا گوارا نہیں کرتے، یہاں تو فلاں بزرگ کی قبر

Marfat.com

کی قسمیں ہی کھانے کا چلن ہے اور لوگ اسی کو پسند کرتے ہیں۔

سبحان اللہ! آپ نے ملاحظہ کیا کہ ان کے نزدیک آستانوں کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی تعظیم سے کس حد تک بڑھ کر ہے۔ اس صورتِ حال پر غور کر کے آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ قبر کی مٹی کے تودے، لکڑی اور پتھر کے مابین یا ان کے درباروں، آستانوں، قبروں، قبوں، مزاروں اور درگاہوں یا ان کی تصویروں اور بتوں یا مخلوقات میں سے کس چیز کے پجاریوں کے درمیان کیا فرق باقی رہ گیا؟ درحقیقت ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ایک کو اس کا دیوتا، ستارہ، سورج اور چاند نفع ونقصان پہنچاتے ہیں اور دوسرے کو اس کا ولی اور صاحبِ قبر نوازتا اور اس کی سفارش کرتا ہے۔

دونوں کے حالات کی موافقت وقربت اور ہم آہنگی کا ایک نمونہ ابو رجا عطاردی رضی اللہ عنہ کے اس واقعے میں ملاحظہ فرمایئے، وہ فرماتے ہیں:

''جاہلیت میں ہم پتھروں، بتوں اور درختوں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ ہم میں سے ہر شخص (جیب میں) پتھر لیے رہتا اور اس کی عبادت کرتا تھا، جب اسے کوئی دوسرا اچھا اور خوب صورت پتھر نظر آتا تو اپنا پہلا پتھر پھینک کر دوسرا نیا پتھر اٹھا لیتا اور اس کی عبادت شروع کر دیتا تھا، جب ہمیں کوئی پتھر نہ ملتا تو مٹی کا ڈھیر بناتے اور بکری کو لا کر اس ڈھیر پر اس کا دودھ دوہتے، پھر اس کو لیپ کر اونچا کھڑا کرتے تھے۔

''ایک مرتبہ ہم سفر پر نکلے، ہمارے ساتھ ہمارا معبود بھی تھا، جس کی ہم پرستش کرتے تھے، ایک پتھر جسے ہم نے اپنے تھیلے میں رکھ چھوڑا تھا۔ جب ہم نے کھانا تیار کرنے کے لیے آگ روشن کی اور ہنڈی کو صحیح طور پر رکھنے کے لیے ہمیں تیسرا پتھر نہ ملا تو ہم نے اپنے پتھر کو اس دیوتا ہنڈیا کے نیچے رکھ دیا اور یہ کہا کہ آپ کے پاس رہنے سے اس کو سینکائی اور تپش مل جائے گی، پھر ایک دن

Marfat.com

جب ہم کسی دوسری منزل پر ٹھہرے تو وہاں بھی تھیلے سے پتھر نکالا، جب وہاں سے کوچ کرنے لگے تو ہماری قوم میں سے ایک پکارنے والے نے صدا لگائی: لوگو! تمھارا دیوتا گم ہو گیا ہے، اسے تلاش کرو۔ ہم اونٹوں پر سوار ہو گئے اور ہر نشیب و فراز اور کونوں کھدروں میں اپنے معبود کو تلاش کرنے لگے، جب ہم اسے تلاش کر رہے تھے، اسی دوران ہماری قوم ہی کا ایک شخص چلایا: میں نے تمھارا معبود یا رب پا لیا ہے۔ جب ہم اپنے کوچ کرنے کی جگہ واپس پہنچے تو میں نے اپنی قوم کو اس بت کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا، پھر ہم اس کے پاس آئے اور اسے خوش کرنے کے لیے اونٹ ذبح کیا۔"

ابو رجا عطاردی رضی اللہ عنہ اسلام سے قبل حالتِ جاہلیت میں اپنی قوم کی جہالت پر حیرت ظاہر کرتے تھے۔

لیکن آج کے دور کی جاہلیت اسلام سے پہلے کی جاہلیت سے زیادہ تعجب خیز ہے۔ میں آپ کو اللہ کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں کہ جو پتھر کو پوجتا ہو اور وہ جو کسی قبر کا پرستار ہو، بتاؤ، ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ ایک بتوں کو پوج رہا ہے تو دوسرا قبروں میں مدفون ڈھانچے اور ہڈیوں کو۔ ان میں سے ایک اولیا کی قبروں کو پوج رہا ہے تو دورا پانی اور مٹی کی؟

قبر پرستوں کی صنم پرستی بالکل عیاں ہے، بلاشبہ یہ لوگ یہی کہیں گے کہ ہم ان چیزوں کی عبادت نہیں کرتے، بلکہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ یہ بزرگ ہمیں اللہ سے قریب تر کر دیں، لیکن حق یہ ہے کہ قبوری صریح بت پرستی میں مبتلا ہیں، اس بارے میں نہ کوئی شک ہے اور نہ ہی اس بارے میں کوئی چیز مخفی ہے۔

Marfat.com

چار شبہات اور ان کے جوابات

1 آپ لوگ ہمارے بارے میں خواہ مخواہ تشدد سے کام لیتے ہیں۔ قبوریوں کا بڑا مشہور اعتراض ہے کہ ہم ان مُردوں (اصحابِ قبور) کی عبادت نہیں کرتے، بلکہ یہ لوگ اپنے دور کے اولیا اور صالحین تھے، اللہ کے ہاں ان کا بلند مقام و مرتبہ ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ ہماری سفارش کریں گے، اسی لیے ہم انھیں پکارتے ہیں۔

جواب: آپ اپنے اولیا و صالحین کے متعلق اس عقیدے کا اظہار کرتے ہیں۔ کفارِ مکہ کے اندر بھی تو یہی شرکیہ عقیدہ پایا جاتا تھا۔ ایسا عقیدہ قریش اپنے بتوں کے بارے میں رکھتے تھے۔ مشرکینِ عرب توحیدِ ربوبیت کا اقرار کرتے تھے، وہ اللہ وحدہ لا شریک لہ کو ہی خالق و رازق اور مدبر مانتے تھے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ مَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ مَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ﴾

[یونس: ۳۱]

''آپ پوچھیے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان و زمین میں سے رزق پہنچاتا ہے؟ یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے؟ اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ

Marfat.com

سے نکالتا ہے؟ اور وہ کون ہے جو تمام کانوں کی تدبیر کرتا ہے؟ وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ، تو ان سے پوچھیے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے؟''

ان کے اس عقیدے کے باوجود نبی کریم ﷺ نے ان سے قتال (جہاد) کیا، ان کا مال اور خون حلال قرار دیا، کیوں کہ وہ لوگ تمام عبادتوں میں اللہ تعالیٰ کو تنہا نہیں مانتے تھے۔ جن آیات و احادیث میں غیر اللہ کی عبادت سے ڈرایا گیا ہے، ان میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کو عبادت میں شریک ٹھہرانا، خواہ بت ہو یا پتھر، نبی ہو یا ولی، یا ان کی قبریں، یہی شرک کہلاتا ہے۔ جو چیز اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہو، اسے غیر اللہ کے لیے کرنا یقیناً شرک کہلاتا ہے، خواہ اس چیز پر اس نام کا اطلاق ہوتا ہو، جیسے ولی یا قبر یا مشہد، یعنی لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ۔

آج اگر کوئی نیا فرقہ ظاہر ہو اور اللہ کی اولاد ہونے کا دعوی کرے تو اس پر اسی حکم کا اطلاق ہوگا جو نصاریٰ کا حکم ہے۔ ان پر بھی قرآن کی وہ تمام آیتیں لاگو ہوں گی جو نصاریٰ کے متعلق نازل ہوئیں، اگرچہ وہ لوگ اپنے آپ کو نصاریٰ میں شمار نہ کریں۔ یہی حال موجودہ قبر پرستوں کا ہے، کیوں کہ دونوں کا حکم ایک ہی جیسا ہے۔

2 قبوریوں کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اولیا و صالحین اگرچہ دنیا سے چلے گئے، مگر یہ دن کے روزے دار اور رات کے تہجد گزار تھے، ان کی اس عبادت و ریاضت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انھیں بلندی کے اس مقام پر فائز کیا، جہاں سے انھیں شفاعت کا اختیار دیا جاتا ہے، اس لیے ہم انھیں (نیک مقصد) طلبِ شفاعت کے لیے پکارتے ہیں؟

Marfat.com

جواب اے لوگو! تم پر افسوس ہے! اللہ کی طرف بلانے والے کی دعوت پر لبیک کہو اور اللہ ہی پر ایمان لاؤ، کیوں کہ اللہ نے غیر اللہ کو سفارشی بنانے کو شرک قرار دیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

﴿وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ [یونس: ١٠]

''اور وہ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو انھیں نہ نقصان دیتی ہیں اور نہ نفع دیتی ہیں اور وہ کہتے ہیں: یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ کہہ دیجیے: کیا تم اللہ کو اس چیز کی خبر دیتے ہو جسے وہ آسمانوں میں نہیں جانتا اور نہ زمین میں؟ وہ پاک اور بلند ہے ان سے جن کو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔''

ان لوگوں سے ہم یہ بھی کہیں گے کہ انبیا و اولیا کو منجانب اللہ سفارش کا حق دیے جانے پر ہم بھی تمھاری ہی طرح ایمان رکھتے ہیں اور اس پر بھی کہ یہ لوگ اللہ سے قریب تر ہیں۔ لیکن ہمارے رب نے ہمیں ان سے مدد مانگنے اور انھیں پکارنے سے منع فرمایا ہے۔ بلاشبہ نبیوں، ولیوں اور شہیدوں کو اللہ تعالیٰ کے پاس سفارش کرنے کا حق ہوگا، لیکن یہ شفاعت خود ان کے اختیار میں نہیں ہے کہ وہ جس کی چاہیں شفاعت کریں اور جس کی چاہیں چھوڑ دیں۔ ہرگز نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ جس بندے سے راضی ہوگا، اسی کی سفارش کی ان کو اجازت بخشے گا، پھر وہ ان کی سفارش کر پائیں گے۔

Marfat.com

3 ان قبوریوں کا تیسرا اعتراض یہ ہے کہ ماضی اور حال میں بہت سے مسلمان قبروں پر قبے تعمیر کرتے اور ان کے پاس دعا مانگتے رہے ہیں تو کیا پوری امت کے لوگ باطل و گمراہی پر ہیں اور صرف آپ لوگ ہی حق پر ہیں؟

جواب اکثر و بیشتر قبے اور مزارات جھوٹے اور بے بنیاد ہیں۔ ان کی نسبت ان اولیا و بزرگوں کی طرف صحیح نہیں ہے، جیسا کہ گذشتہ صفحات میں اس کا تذکرہ ہو چکا ہے اور یوں بھی قبروں کی تعمیر اور ان کے پاس دعا کرنا بدعاتِ منکرہ میں سے ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارىٰ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا))

''اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت بھیجی ہے، جنھوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو مساجد بنالیا تھا، آپ ﷺ ان کے اس فعل سے ڈراتے تھے۔''

4 اصحابِ قبہ و مزارات کا چوتھا اعتراض ایک شیطانی وسوسے کا نتیجہ ہے، وہ شبہہ یا اعتراض یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی قبر بلا کسی انکار و اعتراض مسجدِ نبوی میں شامل ہے، اگر ایسا کرنا حرام ہوتو آپ ﷺ کو وہاں دفن نہ کیا جاتا، اسی طرح قبوری حضرات آپ ﷺ کی قبرِ اطہر پر گنبدِ اخضر سے بھی دلیل پکڑتے ہیں؟

جواب نبی کریم ﷺ کی تدفین آپ کی جائے وفات پر ہوئی ہے، اس لیے کہ انبیا وہیں دفن کیے جاتے ہیں، جہاں وفات پاتے ہیں، جیسا کہ اس بارے میں حدیث مذکور ہے کہ نبی کی جہاں وفات ہوتی ہے، اسے اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے۔ چناں چہ نبی کریم ﷺ کو مسجد میں نہیں، بلکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے

Marfat.com

حجرۂ مبارکہ میں دفن کیا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں اس لیے بھی دفنایا تھا، تاکہ آیندہ چل کر آپ کی قبر کو مسجد نہ بنایا جا سکے، جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں فرمایا:

((لَعَنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارىٰ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ، قَالَتْ فَلَوْ لَا ذَلِكَ أُبْرِزَ قَبْرُهُ انَّهُ خُشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِداً)) (صحيح البخاري و مسلم)

''یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو، جنھوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا تھا۔ پھر آپ فرماتی ہیں کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو مسجد بنا لیے جانے کا خوف نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کھلے میدان میں بنا جاتی۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس وقت حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا میں دفن کیا گیا، اس وقت حجرے کی مشرقی دیواریں مسجد سے متصل تھیں، کئی سال گزرتے رہے اور آبادی بڑھتی رہی، اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مسجد کی ہر طرف توسیع شروع کی، سوائے قبر کی طرف۔ پس مسجد کی توسیع شمال، مغرب اور جنوب کی سمتوں میں تو ہوئی، لیکن مشرق کی سمت میں توسیع نہ ہو سکی، کیوں کہ اس طرف قبرِ نبوی توسیع کے آڑے آ رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے 77 سال بعد، یعنی جب مدینے میں عموماً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی باحیات نہ تھے، 88ھ میں اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک نے مسجدِ نبوی کے انہدام اور اس کی ہر سمت سے توسیع و تعمیر کا حکم دیا اور یہ فرمان جاری کیا کہ تمام ازواجِ مطہرات کے حجرے بھی مسجد میں شامل کر دیے جائیں، اس طرح مشرقی جانب سے توسیع کے سبب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا

Marfat.com

حجرہ اور آپ ﷺ کی قبر مسجدِ نبوی کے اندر داخل ہوگئی۔[1]

نبی کریم ﷺ کی قبر کو مسجد میں شامل کیے جانے کا یہ مختصر قصہ تھا۔ کسی کے لیے مناسب نہیں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد رونما ہونے والے اس واقعے کو کسی چیز کی دلیل بنائے۔ اس لیے کہ یہ واقعہ احادیثِ صحیحہ اور سلف صالحین کے فہم کے خلاف ہے۔ ولید بن عبدالملک (اللہ اسے معاف فرمائے) نے نبی کریم ﷺ کے حجرے کو مسجد نبوی میں شامل کر کے ایک سخت غلطی کی تھی، کیوں کہ آپ ﷺ نے قبروں پر مساجد کی تعمیر سے منع فرمایا ہے۔ اصلاً ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ مسجد کو دوسری تمام سمتوں میں وسیع کیا جاتا اور حجرۂ نبوی اور قبر کی طرف والا حصہ اپنی اصلی صورت میں باقی رکھا جاتا۔

اسی طرح آپ ﷺ کی قبر پر تعمیر شدہ قبہ بھی نہ تو آپ ﷺ نے تعمیر کروایا تھا، نہ ہی آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے، نہ ہی تابعین اور تبع تابعین ہی میں سے کسی نے اسے تعمیر کرایا، بلکہ امتِ مسلمہ کے علما کی طرف سے یہ کام انجام نہیں دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کی قبر پر موجود قبہ جس شخص نے تعمیر کروایا، وہ مصر کے متاخرین بادشاہوں میں سے ایک تھا۔ مصر کے اس بادشاہ کا نام قلاوون الصالحی (المعروف ملک منصور) تھا جس نے 678ھ میں یہ قبہ تعمیر کرایا تھا۔[2]

[1] الرد علی الأخنائي (ص: ١٨٤)، مجموع الفتاوی (ج:٢٧، ص:٣٢٣)، تاریخ ابن کثیر (ج:٩، ص:٧٤) ''اسلام میں قبروں کی حیثیت'' از انصار زبیر محمدی (ص:٤٦)

[2] تحذیر الساجد للألباني (ص: ٩٣)، صراح بین الحق والباطل لسعد صادق (ص: ١٠٦)، تطهیر الاعتقاد (ص: ٤٣)

Marfat.com

صدائے دلِ درمند

قبروں اور قبوں سے آس لگانے والوں سے ایک درخواست

اے ہماری قوم کے غیور لوگو! اللہ کے دین کی طرف بلانے والے کی پکار پر لبیک کہو اور اسی پر ایمان لاؤ۔

میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں: کیا آپ مجھے یہ بتا سکتے ہیں کہ سلف صالحین قبروں کو پختہ بناتے تھے؟ کیا وہ بھی انسانوں سے امیدیں وابستہ رکھتے تھے؟ کیا وہ بھی مزاروں اور درگاہوں پر جا کر وسیلہ طلب کرتے تھے؟ کیا وہ اللہ (ملک العلام) سے غافل رہتے تھے؟ کیا آپ کوئی ایک بھی ایسی مثال پیش کر سکتے ہیں کہ سلف صالحین میں سے کسی نے نبی کریم ﷺ کی قبر پر یا آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور آلِ بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی کی قبر پر جا کر وقوف کیا ہو اور ان سے اپنی حاجت روائی کا سوال کیا ہو؟

کیا آپ یہ دعوی کر سکتے ہیں کہ رفاعی، دسوقی، عبدالقادر جیلانی، سید بدوی، خواجہ اجمیری، داتا گنج اور صابر کلیری وغیرہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک انبیا و مرسلین، صحابہ، تابعین اور تبع تابعین سے زیادہ مکرم اور بڑھ کر ہیں؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں مدینے میں سخت قحط پڑا، بارش بالکل نہ ہوئی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اس کا شکوہ کیا تو عمر رضی اللہ عنہ صحابہِ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر میدان میں نکل پڑے اور نمازِ استسقاء میں یہ دعا کی:

Marfat.com

"اَللّٰهُمَّ إِنَّا كُنَّا إِذَا أَجْدَبْنَا تَوَسَّلْنَا إِلَيْكَ بِدُعَاءِ نَبِيِّنَا لَنَا فَتَسْقِيْنَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّكَ ثُمَّ التَفَتَ إِلَى العَبَّاسِ رضی اللہ عنہ وَقَالَ قُمْ يَا عَبَّاسُ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّسْقِيَنَا فَقَامَ العَبَّاسُ وَدَعَا اللّٰهَ تَعَالَىٰ، وَأَمَّنَ النَّاسُ عَلَىٰ دُعَائِهِ وَبَكَوْا وَابْتَهَلُوْا، حَتّٰى اجْتَمَعَ فَوْقَهُمُ السَّحَابُ وَأُمْطِرُوْا"

"اے اللہ! جب ہم خشک سالی سے دوچار ہوتے تو تیرے نبی ﷺ کے واسطے سے تجھ سے دعا کرتے تھے، تب تو بارش برساتا تھا، اب تیرے نبی زندہ نہیں رہے تو ہم تیرے نبی کے چچا کی دعا کو تیری طرف وسیلہ بناتے ہیں۔ پھر عباس رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: اے عباس! کھڑے ہو جائیے اور ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے بارش برسانے کی دعا کیجیے۔ عباس رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی، ان کی دعا پر لوگ آمین کہتے، روتے اور دعا کرتے رہے، یہاں تک کہ ان کے اوپر بدلی گھر آئی اور جم کر بارش ہوئی۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایمانی شان دیکھیے، دینی مسائل میں ان کی سوجھ بوجھ ہم سے زیادہ تھی، ان کے دلوں میں نبی کریم ﷺ کی محبت بھی ہم سے زیادہ تھی، مگر جب انھیں ضرورت پڑتی یا مشکل پیش آتی تو اپنے نبی کی قبر پر جا کر یہ نہیں کہتے تھے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ سے ہمارے لیے سفارش فرما دیں۔ ہرگز نہیں! کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ میت سے دعا کرنی جائز نہیں ہے، خواہ وہ نبی مرسل ہو یا ولی مقرب، وہ اپنی حاجات کو پوری اور تکالیف کو دور کرنے کے لیے اپنے زندہ صالحین کی دعاؤں کا سہارا لیتے تھے۔ مگر افسوس اور

Marfat.com

بصد افسوس! آج کے یہ مسکین اور عقل کے مارے لوگ ہڈیوں اور مٹی کے ریزوں کے پاس بھیڑ لگا کر ان سے مغفرت اور رحمت طلب کرتے ہیں، ان کے پاس جا کر اپنے مسائل کا حل تلاش کرتے ہیں۔

اے ہماری قوم کے لوگو! کیا تم بتا سکتے ہو کہ جب نبی کریم ﷺ نے تصویروں اور مجسموں کو بنانے کی ممانعت فرمائی تھی، تو یہ ممانعت بلاوجہ اور کھیل تماشے کے لیے تھی یا آپ ﷺ کو اس بات کا خوف تھا کہ مسلمانوں کے اندر تصویروں اور مجسموں کی عبادت والی جاہلیت پھر سے واپس لوٹ آئے گی؟

غور کیجیے کہ تصویروں اور مجسموں کی تعظیم کرنے والوں اور قبروں اور مزارات کی تعظیم کرنے والوں کے درمیان کیا فرق باقی ہے؟ جب کہ یہ دونوں ہی شرک کی طرف لے جاتی اور عقیدہ توحید میں فساد اور بگاڑ پیدا کرتی ہیں۔

Marfat.com

شرک کے چند وسائل

ذیل میں چند ایسے وسائل اور ذرائع کا ذکر کیا جا رہا ہے، جن کے ذریعے انسان شرک میں داخل ہو جاتا ہے، لہٰذا ان سے بچنا ضروری ہے:

(1) غیر اللہ کی قسم کھانا:

جیسے کعبے کی قسم کھانا، امانت کی قسم کھانا، شرف اور مرتبے کی قسم کھانا، کسی کے تبرک کی قسم کھانا، زندگی کی قسم کھانا، سر کی قسم کھانا یا کسی ولی کے مقام و مرتبے کی قسم کھانا یا نبی کریم ﷺ کی قسم کھانا یا باپ دادا اور ماؤں کی قسم کھانا کسی شخص کے لیے جائز نہیں، بلکہ یہ سراسر حرام ہے، اس لیے کہ قسم ایک طرح کی تعظیم ہے، جو اللہ کے سوا کسی اور کے لیے قطعاً جائز نہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ أَشْرَكَ)) (رواه الترمذي، وصححه الألباني)

''جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی، اس نے شرک کیا۔''

دوسری روایت میں آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ كَانَ حَالِفاً فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْ لِيَصْمُتْ)) (رواه البخاري)

''جسے قسم کھانی ہو تو اسے چاہیے کہ اللہ کی قسم کھائے یا پھر خاموش رہے۔''

اگر کسی نے اس عقیدے کے ساتھ غیر اللہ کی قسم کھائی کہ وہ مقام و مرتبے میں اللہ کے برابر ہے تو یہ شرکِ اکبر ہے، لیکن اگر غیر اللہ کی قسم کھاتے وقت

Marfat.com

عقیدہ رکھا کہ وہ ہستی اللہ سے کم تر ہے تو یہ شرکِ اصغر ہوگا۔ بلانیت وارادہ غیر اللہ کی قسم کے الفاظ زبان سے ادا ہو جائیں تو اس کا یہ کفارہ پڑھا جائے، جیسا کہ صحیح بخاری میں نبی کریم ﷺ کا فرمان مروی ہے:

((مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِيْ حَلِفِهِ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى، فَلْيَقُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ))

''جس نے لات وعزیٰ کی قسم کھائی تو اسے چاہیے کہ وہ لا إله إلا الله کہے۔''

جن لوگوں کی زبانوں پر غیر اللہ کی قسم جاری ہے، انھیں اسے ترک کرنے کے لیے اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنا چاہیے۔ بعض لوگ اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم کھا لیتے ہیں، مگر اپنے پیر، ولی اور بزرگ کی جھوٹی قسم کھانے کی ہمت اور جرأت نہیں رکھتے۔

بعض لوگوں کی زبانوں پر چند شرکیہ الفاظ رائج ہوتے ہیں، جیسے کسی انسان کا یہ کہنا: ''ما شاء الله وشئت'' ''جو اللہ چاہے اور جو آپ چاہیں'' یا اسی طرح یہ کہنا کہ ''اگر اللہ اور آپ نہ ہوتے''، ''میرے لیے تو صرف آپ ہیں اور اللہ ہے'' اور ''ایسا تو اللہ اور آپ کی برکتوں کی وجہ سے ہے'' وغیرہ۔ یہ سب شرکیہ الفاظ ہیں، صحیح جملہ یہ ہے کہ اگر اللہ نے چاہا، پھر فلاں نے، اگر اللہ نہ ہوتا پھر فلاں شخص نہ ہوتا وغیرہ۔

(2) تعویذ گنڈہ لٹکانا:

نظرِ بد وغیرہ سے بچنے کے لیے تعویذ گنڈہ، سیپ، کوڑی، کالا دھاگا، سکہ، چھوٹا چاقو، ہاتھی کے دانت کی بنی ہوئی کوئی چیز، (چمڑا) یا ہڈی وغیرہ لٹکانا شرک

Marfat.com

کے وسائل میں سے ہے۔ اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ یہ سب چیزیں آفت و مصیبت ٹالنے یا دور کرنے کے وسائل ہیں تو ایسا عقیدہ رکھنا شرکِ اصغر ہے۔ لیکن اگر یہ عقیدہ ہو کہ یہ تعویذ گنڈے وغیرہ از خود مصیبت دور کر دیں گے تو ایسا عقیدہ رکھنا شرکِ اکبر ہے، کیوں کہ ایسا کرنے سے انسان کا تعلق غیر اللہ سے جڑ جاتا ہے۔ وہ اپنے اس عمل سے اللہ کی کائنات میں غیر اللہ کو تصرف پر قادر اور اس کا ساجھی دار قرار دیتا ہے۔

تعویذ کی قسمیں:

تعویذ کی دو قسمیں ہیں:

① قرآنی آیات کا تعویذ:

اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کاغذ یا کپڑے یا جلد یا سونے چاندی کی تختی پر قرآنی آیتیں لکھ کر گلے یا ہاتھ میں لٹکائی جائیں یا بازو پر باندھی جائیں تو ایسا کرنا جائز نہیں، کیوں کہ نبی کریم ﷺ کے کسی فعل یا عمل سے اس کا ثبوت نہیں ملتا، بلکہ ایسے تعویذ غیر قرآنی تعویذ لٹکانے کا راستہ ہموار کرتے ہیں۔

② غیر قرآنی تعویذ:

جن پر جنوں یا جادگروں کے نام یا ان کے کوڈ لکھے ہوں، ایسے تعویذ شرکیہ وسائل میں سے ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''جس نے کسی آدمی کے گلے سے تعویذ کاٹ دیا یا توڑ کر پھینک دیا تو یہ فعل ایک غلام آزاد کرنے جیسا ہے۔''

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے ایک ایسے آدمی کو دیکھا، جس نے اپنے ہاتھوں میں لوہے کا کڑا لٹکا رکھا تھا۔ آپ نے پوچھا: یہ کیا پہن رکھا ہے؟ اس نے

Marfat.com

جواب دیا: واہنہ! (ایک بیماری) سے بچاؤ کے لیے لٹکایا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے اتار کر پھینک دو، اس سے تمھاری بیماری اور بڑھے گی اور اگر اسے لٹکائے ہوئے مر گئے تو کبھی کامیاب نہیں ہوسکو گے۔'' (رواہ ابن ماجہ)

یہی حال جھاڑ پھونک کا ہے، جنھیں پڑھ کر مریض پر دم کیا جاتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا کلام، اس کے اسما و صفات، سورۃ الفاتحہ، معوذتین اور ماثور دعائیں پڑھ کر مریض پر دم کیا جائے تو ایسا کرنا جائز ہے، لیکن جن و ملائکہ اور انبیا و اولیا کا نام لے کر پڑھنا اور پھونکنا غیر اللہ کو پکارنے کے لیے دعا کرنا یہ سب شرکِ اکبر ہے، شرعی جھاڑ پھونک کا طریقہ یہ ہے کہ ماثورہ دعائیں پڑھ کر مریض پر تھتکارا جائے۔

3 علمِ غیب کا دعوی کرنا:

غیب کا علم اللہ کے سوا کسی کے پاس نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ [النمل: ٦٥]

''کہہ دیجیے کہ آسمان والوں اور زمین والوں میں سے اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔''

اس آیت میں صراحت کر دی گئی ہے کہ علمِ غیب کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ لہٰذا یہ قطعاً ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا علمِ غیب جانے، نہ کوئی مقرب فرشتہ، نہ کوئی مرسل نبی، نہ کوئی عبادت گزار ولی اور نہ کوئی متبوع امام۔ ان میں سے کسی کے پاس غیب کا علم نہیں ہے۔ البتہ اگر اللہ تعالیٰ کسی رسول کے پاس غیب کی کچھ خبریں وحی کے ذریعے بھیج دے تو اسے ان کا علم ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو متعدد مرتبہ کفار و مشرکین کے مکر اور

Marfat.com

ان کی سازشوں سے باخبر کیا اور آپ کو قیامت کی نشانیوں سے بھی مطلع کیا۔

ہتھیلیوں کو پڑھنا، ہاتھوں کی لکیروں اور اس کے ذریعے مستقبل کا حال بتانا، پانی بھرے پیالے میں غور سے دیکھ کر یا ستاروں کی مدد سے پیشین گوئی کرنا، کہانت اور جادوگری کے ذریعے غیب کی خبروں کا دعوی کرنا یہ تمام چیزیں سراسر جھوٹ اور مکر ہیں، ایسا کرنے والا کافر ہے۔

اگر دھوکے باز، جادوگر اور شعبدے باز گم شدہ چیزوں یا بعض بیماریوں کے اسباب کے بارے میں صحیح معلومات فراہم کر دیں تو یہ ان کا علمِ غیب نہیں ہوتا، بلکہ وہ یہ معلومات جنوں اور شیطانوں سے حاصل کرتے ہیں۔ بعض ضعیف العقیدہ لوگ قیافہ شناسوں اور نجومیوں کے پاس جا کر ان سے اپنے مستقبل اور اپنی ہونے والی شادی اور بیوی وغیرہ کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ ایسا کرنا سراسر حرام ہے اور علمِ غیب کا مدعی اور اس کی تصدیق کرنے والا دونوں مشرک اور کافر ہیں۔

یہی حال اخبارات اور جرائد میں شائع ہونے والے برجوں کو ان مقاصد کے لیے دیکھنے یا مدعیانِ غیب سے ٹیلی فون پر رابطہ قائم کر کے ان سے آیندہ پیش آنے والے امور کے بارے میں دریافت کرنے کا ہے۔ غرض یہ کہ علمِ غیب کے مدعی سے کچھ پوچھنا اور اس کی تصدیق کرنا سراسر حرام اور کفر ہے۔

4 جادو، کہانت اور قیافہ شناسی:

جادو میں منتر، دواؤں، کلام اور دھونی کا عموماً استعمال ہوتا ہے۔ جادو کی حقیقت مسلّم ہے، جادو دلوں اور جسموں کو متاثر کرتا ہے اور انسانوں کو مریض بناتا ہے، انھیں قتل کرتا اور میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتا ہے، جادو گناہِ کبیرہ ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

Marfat.com

"سات ہلاک کر دینے والی چیزوں سے بچو۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا وہ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور جادو......" (رواه البخاري)

جادو میں شیطانوں سے خدمت لی جاتی ہے، ان سے تعلق استوار کیا جاتا ہے، ان کے پسندیدہ کاموں کے ذریعے ان کا تقرب حاصل کیا جاتا ہے، تاکہ وہ ان جادوگروں کی خدمت بجا لائیں۔ جادو میں علمِ غیب کا دعوی بھی پایا جاتا ہے، جو سراسر کفر اور گمراہی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ إِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ وَ لَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتٰى ﴾
[طه: ٦٩]

"انھوں نے جو کچھ بنایا وہ محض جادوگر کا تماشا ہے اور جادوگر کہیں سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوتا۔"

جادوگر کا حکم یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے، جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے کیا تھا۔ حیرت کا مقام ہے کہ آج ہمارے درمیان لوگ جادو کو بہت معمولی بات سمجھتے ہیں، بلکہ کبھی کبھی تو اسے قابلِ فخر آرٹ اور فن شمار کیا جاتا ہے اور جادوگروں کو ایوارڈ سے نوازا جاتا ہے۔ جادوگری کی محفلیں اور مقابلے منعقد کیے جاتے ہیں، جس میں ہزاروں کی تعداد میں ہمت افزائی کرنے والے تماشائی شریک ہوتے ہیں۔ درحقیقت عقیدے کے باب میں یہ ایک بہت بڑا تساہل اور عظیم غفلت ہے۔

ایمانی غیرت کا ایک واقعہ:

جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کسی امیر کے پاس گئے تو دیکھا کہ اس کے

Marfat.com

سامنے ایک جادوگر ہاتھ میں تلوار لیے اپنا جادوئی کھیل دکھا رہا ہے اور لوگوں کو یہ تاثر دے رہا ہے کہ وہ سر تن سے جدا کر کے جوڑ سکتا ہے۔ دوسرے دن ابو ذر (جندب) رضی اللہ عنہ چادر اوڑھے اور اس کے اندر تلوار چھپائے خلیفہ کے دربار میں داخل ہوئے۔ دیکھا کہ جادوگر آج بھی تلوار کے کھیل دکھا رہا ہے، لوگ اس کا کمال دیکھ کر مسحور اور سخت حیرت میں ہیں۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے اس کے قریب جا کر اچانک اپنی چادر سے تلوار نکال کر اس کی گردن قلم کر دی، اس کا سر اڑ کر دور جا پڑا، جادوگر زمین پر گر گیا اور اس کے بعد ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جادوگر کی سزا یہ ہے کہ اسے تلوار کے ذریعے قتل کر دیا جائے، پھر جادوگر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"أَحْيِ نَفْسَكَ أَحْيِ نَفْسَكَ"

''اپنے آپ کو زندہ کر! اپنے آپ کو زندہ کر!''

Marfat.com

کہانت

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

((مَنْ أَتَىٰ كَاهِناً فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلىٰ مُحَمَّدٍ ﷺ)) (رواه أحمد و أبو داود و الترمذي وابن ماجه والدارمي)

''جو کاہن کے پاس آیا اور اس کی کہی ہوئی باتوں کو سچ مان لیا تو اس نے نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت سے کفر کیا۔''

جس چیز سے ہوشیار اور بیدار رہنے کی ضرورت ہے، وہ یہ ہے کہ جادوگر، کاہن اور عراف لوگوں کے عقائد اس طرح خراب کرتے ہیں کہ خود کو معالج کے روپ میں ظاہر کرتے ہیں اور مریض کو غیراللہ کے نام سے بکرا ذبح کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ بکرے کا رنگ اور اس کی ساری صفات بھی بتا دیتے ہیں۔ وہ کبھی غیراللہ کے نام پر مرغا ذبح کرنے کا حکم بھی دیتے ہیں۔ بعض دفعہ شرکیہ طلسمات اور شیطانی تعویذ لکھ کر مریض کو دیتے ہیں کہ اسے کبھی گلے میں لٹکائے تو کبھی اسے صندوق یا گھر کے کسی محفوظ حصے میں رکھنے کا حکم دیتے ہیں۔

بعض شعبدے باز باکرامت ولی ہونے کا اظہار کرتے ہیں، کبھی وہ اپنے آپ کو تلوار سے مارتے ہیں تو کبھی گاڑی کے پہیے کے نیچے لیٹ جاتے ہیں، گاڑی ان کے اوپر سے گزر جاتی ہے، مگر ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سارے شعبدے ہیں جنھیں وہ اپنے ہاتھوں سے کر کے دکھاتے ہیں،

Marfat.com

مگر حقیقی معنوں میں یہ سب شیطانی عمل اور جادو ہیں، ان جادوگروں کے شیاطین یہ کرتب دکھا کر لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دور رکھتے ہیں۔

بیرونِ ملک سفر کرنے والے ایک نوجوان نے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک دن وہ کسی تھیٹر میں ''سیرک'' نامی تماشا دیکھنے کے لیے گیا، جہاں اس نے مختلف قسم کے کمالات اور کھیل دیکھے۔ وہاں اسے ایک عورت رسی پر چلتی ہوئی نظر آئی جو بعد میں اٹھکیلیاں کرتے اور انگڑائی لیتے ہوئے رسی پر چل رہی تھی، پھر دیوار سے اس طرح چمٹ کر چلنے لگی جیسے مچھر چمٹ کر چلتے ہیں۔ لوگ بڑی حیرت سے اس کا یہ تماشا دیکھ رہے تھے، میں نے اس نٹ جیسی حرکات کو دیکھ کر دل میں سوچا کہ اس فن کے مظاہرہ کے لیے اس نے کافی مشق کی ہوگی۔ میں نے سوچا کہ میں گناہ گار ضرور ہوں، لیکن ایک موحد ہوں، میں اس کے کرتب سے کبھی راضی اور مطمئن نہیں ہوسکتا، مگر حیران تھا کہ میں اس وقت کیا کروں؟

مجھے یاد آیا کہ جمعے کے ایک خطبے میں ہمارے خطیب صاحب نے بیان کیا تھا کہ جادوگر شیطانوں کی خدمات حاصل کرتے ہیں اور شیطانوں کا سارا مکر اور پوری قوت لا إله إلا الله سے ختم ہو جاتی ہے۔ میں کرسی سے اٹھ کر اسٹیج کے تخت کی طرف بڑھا، لوگ حیرت کے ساتھ تالیاں بجا رہے تھے۔ میرے بارے میں انھوں نے یہ گمان کیا کہ میں غلبۂ حیرت میں ایسا کر رہا ہوں۔ جب میں چل کر جادوگرنی کے قریب اسٹیج پر پہنچ گیا تو اس پر ایک نظر ڈالی اور آیۃ الکرسی:

﴿ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ

Marfat.com

بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَا یَؤُدُهٗ حِفْظُهُمَا وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ﴾ [البقرة: ۲۵۵]

پڑھنی شروع کی، ابھی میں نے پڑھنا شروع ہی کی تھی کہ عورت کی بے قراری اور بے چینی ظاہر ہونے لگی۔ اللہ کی قسم! میں آیۃ الکرسی مکمل بھی نہیں کر پایا تھا کہ وہ دھڑام سے زمین پر گر پڑی اور تڑپنے لگی۔ لوگ خوف زدہ ہو گئے اور گھبرا کر اسے ہسپتال لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے سچ ہی فرمایا ہے:

﴿اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا ﴾ [النساء: ۷۶]

''یقین مانو کہ شیطانی حیلہ بالکل بودا اور سخت کمزور ہے۔''

مزید فرمایا ہے:

﴿وَ مَکَرُوْا وَ مَکَرَ اللّٰهُ وَ اللّٰهُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ ﴾ [آل عمران: ۵٤]

''اور انھوں نے (عیسیٰ علیہ السلام کے دشمن یہودیوں) نے مکر کیا اور اللہ نے بھی ان سے خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر خفیہ تدبیر کرنے والا ہے۔''

یادگاری مجسموں کی تعظیم کرنا:

عربی میں ''تماثیل'' تمثال کی جمع ہے، جو انسانی یا حیوانی شکل پر بنی مجسم صورتوں (مجسموں یا مورتیوں) کو کہتے ہیں۔ یادگاری تماثیل سرداروں اور بزرگوں کے وہ مجسمے ہوتے ہیں جو میدانوں، پارکوں اور سڑکوں کے چوراہوں وغیرہ پر نصب کیے جاتے ہیں۔ کرۂ ارض پر شرک انھی مجسموں کے سبب پھیلا ہے۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ نوح علیہ السلام کی قوم نے اپنی قوم کے صالحین کے مجسمے اور مورتیاں بنانے کے بعد بہت جلد ان کی عبادت شروع کر دی تھی اور اس

Marfat.com

طرح شرک کا شکار ہو گئی تھی، نبی کریم ﷺ نے ہمیں مجسمے نصب کرنے اور تصویریں لٹکانے سے منع فرمایا ہے۔ اس لیے کہ یہ شرک تک پہنچنے کا ایک ذریعہ ہے، بلکہ آپ ﷺ نے تصاویر بنانے والوں پر لعنت بھیجی ہے اور فرمایا ہے:

((اِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَاباً یَوْمَ الْقِیَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ))

(رواہ البخاري و مسلم)

''قیامت کے دن انسانوں میں سخت عذاب میں مبتلا تصویر بنانے والے ہی ہوں گے۔''

ایک دوسری روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ الْمَلَائِکَةَ لَا تَدْخُلُ بَیْتاً فِیْهِ صُوْرَةٌ)) (رواہ البخاري و مسلم)

''جس گھر میں تصویریں موجود ہوں فرشتے وہاں داخل نہیں ہوتے۔''

آپ ﷺ نے تصویروں کو مٹانے اور مجسموں کو ڈھانے کا حکم بھی صادر فرمایا تھا۔

Marfat.com

وسیلہ

(1) بدعی وسیلہ:

اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے مقام و مرتبے یا مخلوق میں سے کسی کی ذات یا ان کے حق کا وسیلہ طلب کیا جائے یا مُردوں سے دعا یا شفاعت (سفارش) طلب کی جائے، اسی لیے دعا میں یہ کہنا جائز نہیں:

"اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِجَاهِ نَبِيِّكَ أَوْ بِحَقِّ فُلَانٍ"

"اے اللہ! میں تیرے نبی کے جاہ و مرتبے یا فلاں میت کی روح کے وسیلے سے یہ دعا کرتا ہوں۔"

(2) جائز اور شرعی وسیلہ:

جائز اور شرعی وسیلے کی تین قسمیں ہیں:

1. اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور اس کی صفاتِ علیا کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے، جیسے کوئی انسان یہ کہے:

"يَا رَحِيْمُ ارْحَمْنِيْ، يَا غَفُوْرُ اغْفِرْ لِيْ"

"اے بہت رحم کرنے والے مجھ پر رحم فرما۔ اے بے حد مغفرت کرنے والے میری مغفرت فرما۔"

2. اللہ تعالیٰ سے اپنے ایمان اور اعمالِ صالحہ کا وسیلہ طلب کیا جائے، جیسے کوئی شخص اپنی دعا میں یہ کہے:

Marfat.com

"اَللّٰھُمَّ بِإِیْمَانِيْ بِكَ وَتَصْدِیْقِيْ لِرُسُلِكَ أَدْخِلْنِيْ جَنَّتَكَ"

''اے اللہ! تجھ پر اپنے ایمان اور تیرے رسول کی اپنی تصدیق کا واسطہ دے کر دعا کرتا ہوں کہ مجھے اپنی جنت میں داخل فرما۔''

3 جائز وسیلے کی تیسری صورت یہ ہے کہ زندہ اولیا اور صالحین کی دعا سے اللہ تعالیٰ کا وسیلہ اختیار کیا جائے اور اس کی صورت یہ ہے کہ کسی زندہ نیک شخص سے دعا کی درخواست کی جائے، اس لیے کہ پیٹھ پیچھے مسلمان بھائی کی دعا اپنے بھائی کے حق میں قبول کی جاتی ہے، لیکن قبر میں لیٹی ہوئی کسی میت سے دعا کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہے۔

مذکورہ بالا صورتیں اللہ کے وہ حقوق ہیں جو بندوں پر عائد ہوتے ہیں اور غیر اللہ کے لیے ان کو بجا لانا جائز نہیں۔

Marfat.com

ارکانِ ایمان

1 اللہ پر ایمان لانا:

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا رب ہے اور وہی عبادت کے لائق ہے۔ اسمائے حسنیٰ اور صفاتِ علیا اسی کے لیے سزاوار ہیں:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ [الشوریٰ:١١]

''اس کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔''

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے، جس سے چاہتا ہے، جس طرح چاہتا ہے اور جو چاہتا ہے، کلام فرماتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا﴾ [النساء: ١٦٤]

''اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ (علیہ السلام) سے کلام فرمایا۔''

ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ قرآنِ مجید اور تمام دوسری آسمانی کتابیں اللہ کا کلام ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی ہر مخلوق سے ذات و صفات میں بہر اعتبار بلند و بالا ہے اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو چھے دنوں میں پیدا کیا، پھر عرش پر مستوی ہو گیا، عرش پر اس کا استوا اس کے مرتبے اور اس کی جلالتِ شان کے مطابق ہے اس کے استوا کی کیفیت کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے، وہ اپنے عرش پر بلند ہے، وہ اپنی مخلوق کے احوال جانتا ہے، ان کی باتیں سنتا ہے، ان

Marfat.com

کے افعال دیکھتا ہے اور ان کے امور کی تدبیر فرماتا ہے۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن مومنوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہو گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ [القيامة: ٢٢]

''اس دن بہت سے چہرے تروتازہ اور بارونق ہوں گے، اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے ہمارے رب کی صفات کے بارے میں جن باتوں کی ہمیں خبر دی ہے، ہم ان پر ایمان رکھتے ہیں اور اس طرح حقیقت اور صداقت کو تسلیم کرتے ہیں جو اللہ عزوجل کے شایانِ شان ہے۔

2 فرشتوں پر ایمان لانا:

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نور سے پیدا فرمایا ہے اور ان کو مخصوص اعمال بجا لانے کی ذمے داری دی ہے، جسے وہ بعینہٖ انجام دیتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، کبھی اللہ عزوجل کے احکام کی نافرمانی نہیں کرتے، بلکہ انھیں جو حکم دیا جاتا ہے صرف وہی کام کرتے ہیں۔ تعداد میں وہ ہم سے زیادہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بندگی اور عبادت نیز اس سے ڈرنے میں بھی وہ ہم سے بڑھ کر ہیں۔ (فرشتوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ فرشتوں کے بارے میں یہ عقیدہ رکھا جائے کہ فرشتے اللہ کی غیبی مخلوق ہیں، ان کی تعداد، ان کی حالت اور کیفیت کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، فرشتے اللہ کی سب سے بڑی فوج ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

Marfat.com

﴿وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ [الفتح: ٤]

''اور آسمان و زمین کی فوجیں اللہ ہی کی ہیں۔''

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

((إِنَّ فِي السَّمَاءِ بَيْتاً يُسَمّٰى بِالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ فَيُصَلُّوْنَ ثُمَّ يَخْرُجُوْنَ مِنْهُ ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ إِلَيْهِ إِلٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (رواه البخاري ومسلم)

''آسمان میں ایک گھر ہے جسے بیت معمور کہا جاتا ہے، اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہو کر اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے (یا نماز پڑھتے) ہیں، پھر باہر نکل آتے ہیں، پھر اس کے اس گھر میں فرشتوں کے لوٹ آنے کی باری قیامت تک نہیں آتی۔''

ابوداود وطبرانی میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((أُذِنَ لِي أَنْ أُحَدِّثَ عَنْ مَلَكٍ مِنْ مَلَائِكَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ مَا بَيْنَ شَحْمَةِ أُذُنِهِ إِلٰى عَاتِقِهِ مَسِيْرَةَ سَبْعِ مِائَةِ عَامٍ))

''مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اجازت دی گئی ہے کہ میں تمھیں اللہ کے فرشتوں میں سے اللہ کا عرش اٹھائے رکھنے والے ایک فرشتے کے بارے میں بتا دوں، اس کے کان کی لو سے گردن تک کی مسافت سات سو سال ہے۔''

3 آسمانی کتابوں پر ایمان لانا:

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی ہدایت کے لیے جو کتابیں نازل فرمائی ہیں، ان پر ایمان لایا جائے اور ان کی تصدیق کی جائے۔

Marfat.com

ان کی تعداد تو بہت ہے اور ہم ان سب پر ایمان رکھتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان میں سے صرف چار کتابوں کی خبر دی ہے۔ قرآن مجید جسے اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ پر نازل فرمایا، تورات موسیٰ علیہ السلام پر، انجیل عیسیٰ علیہ السلام پر اور زبور داود علیہ السلام پر نازل فرمائی ۔ یہ تمام کتابیں اللہ کا کلام ہیں، ان میں قرآن مجید سب سے آخری اور عظیم ترین کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سابقہ آسمانی کتابوں کا نچوڑ بھی اس میں رکھ دیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَيْمِنًا﴾ [المائدہ: ٤٨]

''اور ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ یہ کتاب نازل فرمائی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی اور ان کی محافظ و نگہبان ہے۔''

4 انبیا اور رسولوں پر ایمان لانا:

اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کی دعوت دینے (اور توحید سکھانے) کے لیے ہر امت کے اندر رسول بھیجے ہیں۔ سب سے پہلے نوح علیہ السلام اور سب سے آخری رسول اللہ ﷺ ہیں۔ رسولوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، جن میں بعض کے بارے میں اللہ نے ہمیں خبر دی ہے، ان کے واقعات بیان فرمائے ہیں اور بعض انبیا کے بارے میں کچھ نہیں بتایا ہے، ہم ان تمام نبیوں اور رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ﴾ [المومن:٧٨]

Marfat.com

''یقیناً ہم آپ سے پہلے بھی رسول بھیج چکے ہیں جن میں سے بعض
کے (واقعات) ہم آپ کو بیان کر چکے ہیں اور ان میں سے بعض
کے (قصے) تو ہم نے آپ کو بیان ہی نہیں کیے۔''

انبیائے کرام بشر تھے، عام انسانوں اور انبیا کے درمیان وحی کا فرق ہے، جیسا کہ اس آیت میں فرمایا گیا ہے:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾

[الکہف: ۱۱۰]

''آپ کہہ دیجیے کہ میں تو تم جیسا ہی ایک انسان ہوں، ہاں میری
جانب وحی کی جاتی ہے کہ تم سب کا معبود صرف ایک ہی معبود ہے۔''

یقیناً انبیائے کرام بشر ہیں، وہ کھاتے اور پیتے ہیں، بیمار بھی پڑتے ہیں اور ان کو موت بھی آتی ہیں۔ ہمیں ان تمام نبیوں اور رسولوں پر ایمان رکھنا واجب ہے۔ اگر کسی نے ان میں سے کسی کی بھی رسالت کا انکار کیا تو گویا اس نے ان سب کی رسالت کا انکار کیا۔

نوح علیہ السلام کی قوم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ِۨ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ [الشعراء: ۱۰۵]

''قومِ نوح نے بھی نبیوں کو جھٹلایا۔''

ہود علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿كَذَّبَتْ عَادُ ِۨ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ [الشعراء: ۱۲۳]

''قومِ عاد نے بھی رسولوں کو جھٹلایا تھا۔''

ہر امت نے صرف اپنے نبی کو ہی جھٹلایا ہے، لیکن چونکہ تمام انبیا کی رسالت اور ان کا پیغام ایک ہی تھا، اس لیے اگر کسی نے ان میں سے کسی ایک کو

Marfat.com

بھی جھٹلایا تو گویا اس نے تمام انبیا کی تکذیب کی۔ اسی بنیاد پر ہم یہ کہیں گے کہ جن عیسائیوں نے محمد ﷺ کو جھٹلایا اور آپ ﷺ کی پیروی نہیں کی، حقیقت میں انھوں نے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو جھٹلایا ہے، کیوں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو نبی کریم ﷺ کی بعثت کی بشارت دی تھی اور انھیں آپ ﷺ کی پیروی کا حکم دیا تھا، مگر اس کے باوجود نصرانیوں نے اپنے نبی کی بات کو ٹھکرا دیا۔ یہی حال یہود اور دوسری قوموں کا بھی ہے۔

5 یومِ آخرت پر ایمان لانا:

یومِ آخرت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآنِ مجید اور اس کے رسول محمد ﷺ نے مرنے کے بعد کی جس زندگی کی خبر دی ہے، اس پر ایمان لایا جائے۔ آخرت کی پہلی منزل قبر ہے، لہٰذا قبر کا عذاب اور اس کی آسایش پر ایمان لایا جائے، یہ دونوں چیزیں قرآن و سنت سے ثابت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۝ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ [الغافر: ٤٥، ٤٦]

”اور فرعون کے لوگوں پر بری طرح کا عذاب الٹ پڑا، وہ (جہنم کی) آگ ہے، جس پر یہ لوگ ہر صبح و شام حاضر کیے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہو گی (اللہ تعالیٰ فرمائے گا): فرعونیوں کو سخت ترین عذاب میں ڈال دو۔“

اور منافقین کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

Marfat.com

﴿سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ﴾
[التوبة: ١٠١]

''ہم ان کو دوبار عذاب دیں گے، پھر وہ بھاری عذاب کی طرف بھیجے جائیں گے۔''

اس آیت کی تفسیر میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ پہلا عذاب دنیا میں ہوگا، دوسرا قبر میں، پھر اس کے بعد بڑے عذاب کے لیے انھیں جہنم کی طرف بھیجا جائے گا۔

عذابِ قبر اور اس کی نعمتوں کے بارے میں بے شمار حدیثیں موجود ہیں۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ وغیرہ نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ قبر کا عذاب تواتر سے ثابت ہے۔ اس باب میں پچاس سے زائد احادیث وارد ہیں، جن میں سے ایک بخاری و مسلم کی یہ مشہور حدیث بھی ہے کہ دو قبروں کے پاس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ))

''ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے، ان کا یہ عذاب کسی بڑے گناہ اور بڑے جرم کی وجہ سے نہیں ہو رہا ہے، بلکہ ان میں سے ایک شخص پیشاب کے چھینٹوں سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغلیاں کھایا کرتا تھا۔''

صحیحین ہی کی ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعاؤں میں یہ فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ))

Marfat.com

"اے اللہ میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

عذاب قبر اور اس کی نعمتیں یہ سب غیبی امور ہیں، جن کا قیاس انسانی عقل سے ماورا ہے۔ آخرت پر ایمان میں یہ امور بھی شامل ہیں کہ جب صور پھونکا جائے گا اور مُردوں کو زندہ کیا جائے گا تو لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن بغیر ختنہ اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴾ [المؤمنون: ١٥، ١٦]

"پھر اس کے بعد تم سب یقیناً مر جانے والے ہو، پھر قیامت کے دن بلاشبہ تم سب اٹھائے جاؤ گے۔"

﴿اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ﴾ [الغاشية: ٢٥، ٢٦]

"بے شک ان (سب) کو ہماری طرف لوٹنا ہے، پھر ان سے حساب لینا بے شک ہمارے ذمے ہے۔"

آخرت پر ایمان لانے میں یہ بھی شامل ہے کہ جنت اور جہنم پر ایمان لایا جائے۔ جنت متقی لوگوں کا ٹھکانا ہے۔ اس کی نعمتوں کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسانی دل نے اس کے بارے میں سوچا ہے، جہنم عذاب کا گھر ہے۔ اس کا عذاب اور اس کی سختیوں کے بارے میں بھی کوئی دل نہیں سوچ سکتا۔ اسی طرح قیامت کی چھوٹی بڑی تمام نشانیوں پر ایمان لایا جائے، جیسا کہ دجال کا آنا، آسمان سے عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا، مغرب سے آفتاب کا طلوع ہونا اور دابة الأرض کا اپنی جگہ سے خروج وغیرہ۔

ایمان بالآخرة میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت، حوضِ کوثر، میزان، اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کا دیدار اور آخرت کے دوسرے امور بھی شامل ہیں۔

6 تقدیر پر ایمان لانا:

تقدیر کے من جانب اللہ اچھے اور برے ہونے پر ایمان رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت اور علم کی وسعت سے تمام امور کو ان کے واقع ہونے سے پہلے ہی جانتا ہے۔ اسے ہر چیز کا مختصر و مفصل علم ہے، اسی نے لوحِ محفوظ میں لکھ رکھا ہے، تمام کائنات کا وہی خالق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِيلٌ﴾ [الزمر: ٦٢]

''اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہی ہر چیز کا کارساز ہے۔''

﴿اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ﴾ [القمر: ٤٩]

''بے شک ہم نے ہر چیز کو تقدیر کے موافق پیدا کیا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو کچھ اختیارات کا مالک بنایا ہے، جس سے وہ کسی کام کو کرنے یا چھوڑنے کا فیصلہ کرتا ہے، چنانچہ اگر چاہتا ہے تو وضو کرتا ہے اور نماز ادا کرتا ہے، اگر چاہتا ہے تو بدکاری کرتا اور گمراہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے اسے اس کے ہر عمل کا حساب دینا ہے اور عمل کے مطابق کا بدلہ دیا جائے گا۔ واجبات کو ترک کر کے حرام کاموں کو اختیار کرنا اور اس کے لیے تقدیر سے دلیل پکڑنا جائز نہیں ہے۔

Marfat.com

ایمان کے منافی امور

1 دین کا مذاق اڑانا:

﴿قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ﴾ [التوبہ: ٦٥،٦٦]

''آپ کہہ دیجیے کہ کیا تم اللہ تعالیٰ، اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ ہنسی ٹھٹھول کرتے ہو؟ تم بہانے نہ بناؤ، یقیناً تم اپنے ایمان کے بعد پھر کافر ہو گئے ہو۔''

اس طرح بعض لوگ کہتے پھرتے ہیں کہ اسلام تو ایک قدیم دین ہے، جو موجودہ دور کے لیے موزوں نہیں ہے، یا وقت کے ساتھ نہیں چل پائے گا یا بڑا رجعت پسند اور دقیانوس ہے۔ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ انسان کے بنائے ہوئے قوانین اسلام سے بہتر ہیں، یا اسی طرح یہ کہنا کہ توحید کی طرف دعوت دینے والے اور قبروں اور آستانوں کی عبادت سے منع کرنے والے شدت پسند یا انتہا پسند یا وہابی ہیں اور لوگوں میں تفرقہ ڈالتے ہیں۔

2 غیر شرعی قوانین سے فیصلہ کرنا:

ایمان باللہ کا تقاضا یہ ہے کہ ہر قول و فعل اور زندگی کے تمام حقوق و معاملات، صلح و صفائی، اختلافات، وراثت، نیز مال و دولت کی تقسیم وغیرہ، غرض یہ کہ ہر

Marfat.com

معاملے میں اس کی شریعت کے مطابق ہی فیصلہ کیا جائے۔ لہٰذا حکام پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ کریں اور رعایا پر اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قوانین کے مطابق کیے گئے فیصلوں کو ماننا اور انھیں تسلیم کرنا ہر شخص پر واجب ہے، اس لیے کہ غیر اللہ کے قوانین پر فیصلہ کروانے سے اللہ تعالیٰ پر ایمان باقی نہیں رہ جاتا، قانونِ الٰہی اور قانونِ وضعی کبھی اکٹھا نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ [النساء: ٦٥]

''قسم ہے آپ کے رب کی! وہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ اپنے جھگڑوں میں آپ سے فیصلہ نہ کرائیں، پھر جو فیصلہ آپ ان کے لیے کر دیں ان سے اپنے دلوں میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرماں برداری کے ساتھ اسے قبول کر لیں۔''

اس لیے ہر معاملے میں شریعتِ الٰہی کے مطابق فیصلہ کرنا ضروری ہے، خرید و فروخت، تجارت و ریاضت، چوری و زنا کاری کے فیصلے، قتل و بہتان تراشی کی حدیں، شراب نوشی کی سزائیں وغیرہ اللہ تعالیٰ کے قانون کی روشنی میں نافذ کی جانی چاہئیں۔ ایسا نہ ہو کہ صرف نکاح و طلاق اور ذاتی احوال تک اسلام کو محدود کر دیا جائے، ان خود ساختہ قوانین کے بنانے والے اور انھیں نافذ کرنے والے اگر یہ عقیدہ رکھیں کہ یہ قوانین اللہ کے قانون کا بدل یا اس کے برابر ہیں یا وقت اور حالات کے لحاظ سے زیادہ مناسب ہیں اور ان کی موجودگی میں شرعی

Marfat.com

قانون کی ضرورت نہیں ہے تو ایسا شخص بلاشبہہ کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ﴾ [الشوریٰ:۲۱]

''کیا ان لوگوں نے (اللہ کے) ایسے شریک (مقرر کر رکھے) ہیں، جو ان کو دین کا وہ راستہ بتاتے ہیں جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا ہے۔''

﴿اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ﴾ [المائدۃ: ۵۰]

''کیا (یہ لوگ پھر سے) جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں اور یقین رکھنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے بہتر حکم دینے والا اور کون ہوسکتا ہے۔''

اور صحیح بخاری میں ہے کہ جب یہ آیت: ﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ [التوبۃ: ۳۱] ''انھوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے علما اور درویشوں کو (اپنا) رب بنالیا۔''

نازل ہوئی تو عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم انھیں رب نہیں بناتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا وہ اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال نہیں ٹھہراتے تھے تو تم انھیں حلال مان لیتے تھے؟ کیا وہ اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام نہیں ٹھہراتے تھے تو تم انھیں حرام مان لیتے تھے؟'' عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ہاں، کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہی ان کی عبادت کرنی ہے۔''

3 کافروں سے دوستی یا مومنوں سے دشمنی:

ایمان کے منافی امور میں سے یہ بھی ہے کہ مومنوں کے مقابلے میں

Marfat.com

کافروں سے دوستی رکھی جائے، اس لیے کہ مسلمانوں پر کافروں، یہود و نصاریٰ نیز تمام مشرکوں سے دشمنی رکھنی واجب ہے اور ان سے محبت رکھنے سے احتیاط و پرہیز ضروری ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ﴾

[الممتحنة: ١]

''اے ایمان والو! تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ، تم ان کی طرف دوستی کا پیغام بھیجتے ہو، حالانکہ وہ حق (سچے دین) کے منکر ہوئے ہیں جو تمھارے پاس آیا ہے۔''

یہاں تک کہ اگر باپ دادا کافر ہوں تو ان سے محبت رکھنا حرام ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ﴾ [المجادلة: ٢٢]

''(اے نبی!) آپ (ایسی) کوئی قوم نہیں پائیں گے جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہوں کہ وہ ان سے دوستی کریں جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہوں، اگرچہ وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کا کنبہ قبیلہ ہو۔''

کفار و مشرکین سے عداوت رکھنے اور اس کے وجوب کے بارے میں آیات و احادیث بہ کثرت وارد ہیں، جو اس بات کی دلیل ہیں کہ وہ اسلام کے

Marfat.com

دشمن ہیں، اسلام اور مسلمانوں کے لیے ان کا مکر بڑا خطرناک ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَ مَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ۝ هٰاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَ لَا یُحِبُّوْنَكُمْ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ وَ اِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَ اِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَیْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَیْظِ قُلْ مُوْتُوْا بِغَیْظِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَ اِنْ تُصِبْكُمْ سَیِّئَةٌ یَّفْرَحُوْا بِهَا وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا لَا یَضُرُّكُمْ كَیْدُهُمْ شَیْـًٔا اِنَّ اللّٰهَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ﴾ [آل عمران: ۱۱۸۔۱۲۰]

''ان کے دلوں کی دشمنی ان کے مونہوں سے ظاہر ہوچکی ہے اور وہ اپنے سینوں میں جو (بغض وعناد) چھپاتے ہیں وہ کہیں زیادہ ہے۔ ہم نے تمھارے لیے آیتیں کھول کر بیان کی ہیں اگر تم عقل رکھتے ہو۔ خبردار! تم لوگ ان سے محبت رکھتے ہو، جبکہ وہ تم سے محبت نہیں رکھتے تم سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہو (جبکہ وہ ایسا نہیں کرتے) وہ تمھارے سامنے تو اپنے ایمان کا اقرار کرتے ہیں مگر جب تنہا ہوتے ہیں تو تم پر اپنی انگلیاں چباتے ہیں غصے کے مارے۔ (ان سے) کہیے: تم اپنے غصے ہی میں مرجاؤ، بے شک اللہ دلوں کے راز خوب جانتا ہے۔ اگر تمھیں کوئی بھلائی پہنچے تو وہ انھیں بری لگتی ہے اور اگر تمھیں کوئی برائی پہنچے تو وہ اس پر خوش ہوتے ہیں۔ اگر تم صبر کرو اور

Marfat.com

پرہیز گاری اختیار کرو تو ان کا مکر تمھیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔
بے شک اللہ نے ان کے اعمال کو گھیر رکھا ہے۔''

اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے یہود و نصاریٰ کا مکر و فریب، ان کی ریشہ دوانیاں، اہلِ اسلام کے ساتھ ان کی جنگ اور دین کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنا، اسلام کو نقصان پہنچانے کے لیے بھاری مال خرچ کرنا، ان کے یہ تمام معاملات بالکل واضح ہیں۔ موجودہ دور میں کفار و مشرکین کے ساتھ بعض مسلمانوں کی دوستی کی ایک صورت یہ ہے کہ ان کے ساتھ بغیر کسی دعوتی مقصد کے رہائش اختیار کی جائے یا بلا ضرورت ان کے شہروں کا سفر کیا جائے اور ان کا لباس، ان کی عادت و اطوار اور عام طرزِ زندگی میں ان کی مشابہت اختیار کی جائے، ان کی زبان و تہذیب اختیار کی جائے۔

4 ایمان میں سب سے بڑا عیب:

نبی کریم ﷺ کے صحابہ اور آپ ﷺ کے اہلِ بیت کی شان میں گستاخی کرنا، ان کی ہجو کرنا، انھیں گالی دینا، یہ سب چیزیں ایمان کے منافی اور معیوب امور ہیں۔ ہم نبی کریم ﷺ کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت رکھتے ہیں، مگر ان میں سے کسی کی محبت میں غلو نہیں کرتے، نہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ غلو کرتے ہیں نہ کسی دوسرے کے ساتھ، ہم ان میں سے کسی سے اظہارِ براءت بھی نہیں کرتے۔ جو ان سے بغض رکھیں ہم ان سے بغض رکھتے ہیں، ہم صحابہ کا تذکرہ صرف خیر کے ساتھ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے:

﴿وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ﴾ [التوبة: ١٠٠]

Marfat.com

''اور مہاجرین اور انصار میں سے (قبولِ اسلام میں) سبقت کرنے
والے اور وہ لوگ جنھوں نے احسان کے ساتھ ان کی پیروی کی،
اللہ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اس سے راضی ہوگئے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان جو اختلاف رونما ہوا یا جنگیں ہوئیں، اس بارے میں اہلِ سنت والجماعت کا موقف یہ ہے کہ ہم ان پر خاموشی اختیار کریں، کیوں کہ وہ سب بشر تھے اور ان سے صحیح کاموں کے ساتھ غلطیوں کا صدور بھی ہوتا تھا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمارے تلواروں کو ان فتنوں میں ملوث ہونے سے محفوظ رکھا، اسی طرح ہم اپنی زبانوں کو بھی اس سے محفوظ رکھیں، ہم ان کے بارے میں صرف یہی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں دنیا ہی میں بشارت دی تھی۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انھیں جمع کر کے ان کے درمیان فیصلہ صادر فرمائے گا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور پوری امت پر آپ کی برتری کی وجہ سے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان کی خلافت کو بجا اور صحیح قرار دیتے ہیں، آپ (ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو، ان (عمر رضی اللہ عنہ) کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اور (عثمان رضی اللہ عنہ) کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اثبات کرتے ہیں۔

5 خرابیِ ایمان:

بعض مسلمانوں نے چند ایسی بدعتیں ایجاد کر لی ہیں، جن کے بارے میں انھیں یہ زعم ہے کہ یہ بدعتیں ان کے لیے تقرب الی اللہ کا ذریعہ ہیں، جیسے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفلیں اور اس کے دوران میں درود و سلام پڑھتے وقت

Marfat.com

کھڑے ہو جانا، اسی طرح دوسرے اولیا اور صالحین کا عرس لگانا وغیرہ، یہ سب بدعت کے کام ہیں۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہرگز ایسا نہیں کیا تھا۔ آپ ﷺ کا فرمان ثابت ہے:

((مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ))

(رواه البخاري ومسلم)

''جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی بات ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ رد کر دی جائے گی۔''

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے:

((كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ))

(أبو داود والنسائي و ابن ماجه)

''دین میں ہر نئی ایجاد بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ [المائدة: ٣]

''آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو دین کے طور پر پسند کر لیا۔''

میلاد اور ان جیسی بدعتوں کی ایجاد سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آتی ہے (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ نے دین مکمل نہیں کیا تھا، حتی کہ متاخرین آئے اور انھوں نے مختلف عبادتیں ایجاد کیں، پھر ان کے متعلق یہ گمان اور دعوی کیا کہ یہ اللہ سے تقرب کا ذریعہ ہیں۔ ایسا کرنے سے خود اللہ تعالیٰ اور اس کے

Marfat.com

رسول ﷺ پر اعتراض واقع ہوتا ہے، اگر میلاد کی محفلوں کا تعلق دینِ اسلام اور اللہ کی رضا سے ہوتا تو اسے اپنے رسول ﷺ کے ذریعے امت کے لیے ضرور بیان کر دیتا۔ اسی لیے علماے امت نے صراحت کے ساتھ اسے منکر قرار دیا ہے، اس لیے یہ ایک نئی اور من گھڑت عبادت ہے، خاص طور پر اس وقت جب کہ نبی کریم ﷺ کی شان میں غلو سے کام لیا جائے، اس میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہو یا لہو ولعب کے آلات استعمال کیے جائیں۔

بعض دفعہ اس کے ذریعے انسان شرکِ اکبر میں پڑ جاتا ہے، خصوصاً اس وقت جب کہ نبی کریم ﷺ سے مدد مانگی جائے، آپ ﷺ کو مدد کے لیے پکارا جائے یا آپ ﷺ کے پاس علمِ غیب اور اسی طرح دوسرے کفریہ امور کا عقیدہ رکھا جائے تو یہ سب شرکیہ اور کفریہ کام ہیں، مثال کے طور پر ان میں سے بعض لوگ بوصیری کا یہ قول بار بار دہراتے ہیں:

يَا أَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِيَ مِنْ أَلُوذُ بِهِ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْثِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ
اَنْ تَكُوْنَ آخِذُ يَوْمَ الْمَعَادِ يَدِيْ
صَفْحاً وَإِلَّا فَقُلْ يَا زِلَّةَ الْقَدَمِ
فَإِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمُ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

''اے معزز تر مخلوق! تیرے سوا کون ہے جس سے حادثات اور مصائب کے وقت مدد طلب کی جائے۔ قیامت کے دن اگر آپ میرا ہاتھ نہیں پکڑیں گے تو میں کفِ افسوس ملتا رہ جاؤں گا۔ دنیا و آخرت آپ کی

Marfat.com

سخاوت کی وجہ سے ہے اور لوح وقلم کا علم آپ ہی کے دم سے ہے۔“

قیامت کے دن مغفرت اور دنیا و آخرت میں فیصلے کے اختیارات کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے، جس کے ہاتھ میں آسمان و زمین کی بادشاہت ہے، مگر افسوس کہ میلاد النبی ﷺ کی محفلوں اور دیگر اولیا و صالحین کے عُرسوں میں اس باطل عقیدے کا صدور بہ کثرت ہوتا ہے۔

اعتراض: اگر آپ یہ کہیں کہ عید میلاد النبی ﷺ میں تو نبی کریم ﷺ کی سیرت پڑھی جاتی ہے، آپ ﷺ کا ذکرِ خیر ہوتا ہے تو ایسا کرنے میں کیا حرج ہے؟

جواب: ہم کہتے ہیں کہ یہ بڑی اچھی بات ہے، لیکن آپ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ تو سال کے باقی دنوں میں بغیر کسی ٹائم ٹیبل کے بھی ممکن ہے، مثلاً: منبروں پر خطبہ، جمعہ، روزانہ کے دروس، لیکچروں اور عام مجلسوں میں بھی ہونا چاہیے، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت:

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ﴾ [النساء: ٥٩]

”پھر اگر تم باہم کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو۔“

جب ہم محفلِ میلاد کو کتاب وسنت کی طرف لوٹاتے ہیں تو ہم یہی پاتے ہیں کہ یہ ایک ایسا عمل ہے جو نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے، نہ رسول اللہ ﷺ سے، نہ ہی قرآن سے اور نہ سنت سے، بلکہ یہ تو ایک ایجاد کردہ بدعت ہے، بلکہ یہ یہود و نصاریٰ کی عیدوں کے مشابہ ہے، اس لیے بہ کثرت لوگوں کے اس پر عمل کو دیکھ کر عقل مندوں کو ہرگز دھوکا نہیں کھانا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

Marfat.com

﴿وَ اِنۡ تُطِعۡ اَكۡثَرَ مَنۡ فِي الۡاَرۡضِ يُضِلُّوۡكَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ﴾

[الأنعام: ١١٦]

''اور اگر آپ اہلِ زمین کی اکثریت کی اطاعت کریں گے تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بہکا دیں گے۔''

عجوبہ:

کچھ لوگ محفلِ میلاد میں شرکت کا تو بے حد اہتمام کرتے ہیں، مگر فرض نمازوں اور جمعے وغیرہ میں حاضری سے بے پروائی کے ساتھ پیچھے رہتے ہیں۔ ان میں سے بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ میلاد کی اس مجلس میں نبی کریم ﷺ تشریف لاتے ہیں، اسی لیے درود و سلام پڑھتے وقت آپ ﷺ کے استقبال میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑی جہالت اور خلافِ حق بات ہے، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ اپنی قبر میں موجود ہیں، قیامت سے پہلے آپ ﷺ کبھی قبر سے باہر نہیں آئیں گے۔ آپ ﷺ کی روح اعلیٰ علیین میں، رب کے پاس دار الکرامہ میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

((أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ الْقَبْرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (مسلم و أبو داود)

''قیامت کے دن اپنی قبر سے اٹھنے والوں میں سب سے پہلا شخص میں ہوں گا۔''

جہاں تک آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کا تعلق ہے تو یہ ایک بہترین نیکی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَيۡهِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا﴾ [الأحزاب: ٥٦]

Marfat.com

"بلاشبہ اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت و درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی اس پر درود و سلام بھیجو اور خوب خوب سلام بھیجو۔"

ہم سب یہ بھی بخوبی جانتے ہیں کہ کسی بندے کا ایمان نبی کریم ﷺ کی محبت و تعظیم کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ سے محبت و تعظیم رکھنے کی صورت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی مکمل اتباع کی جائے اور مشروع عبادتوں میں حدود سے تجاوز نہ کیا جائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ [آل عمران: ۳۱]

"آپ کہہ دیجیے! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمھارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔"

رمضان کی ستائیسویں شب محفل منعقد کرنا:

نبی کریم ﷺ کی سنت یہ تھی کہ آپ ﷺ ماہِ رمضان المبارک میں کثرت کے ساتھ عبادت کیا کرتے تھے اور آخر دس دنوں میں تو اس محنت و مشقت میں اور بھی زیادتی کرتے تھے، جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان مروی ہے:

"جس نے ایمان و احتساب (اجر کی امید) کے ساتھ رمضان المبارک میں تراویح یا تہجد پڑھی، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور جس نے ایمان و احتساب کے ساتھ شبِ قدر میں قیام اللیل (تہجد و تراویح) پڑھی تو اس کے پچھلے تمام تر گناہ بخش

Marfat.com

دیے جاتے ہیں۔'' (متفق علیہ)

رمضان اور شبِ قدر میں نبی کریم ﷺ کا یہی عمل تھا۔ ستائیسویں شب کو لیلۃ القدر سمجھ کر خوب اہتمام کرنا، خصوصیت سے اس رات ختمِ قرآن کا اہتمام کرنا اور محفلیں منعقد کرنا، یہ تمام کام نبی کریم ﷺ کی سنت کے مخالف، بلکہ صریح بدعت ہیں۔ خصوصاً اس حال میں کہ شبِ قدر ستائیسویں یا دوسری طاق راتوں مثلاً: اکیسویں، تیئیسویں، پچیسویں اور انتیسویں میں بھی واقع ہوسکتی ہیں۔

اسرا و معراج کی بدعت:

بلاشبہ معراج نبوتِ محمدی ﷺ کی صداقت کی دلیل ہے۔ کتاب و سنت میں اسرا و معراج کا واضح ثبوت موجود ہے، مگر جس رات کو معراج ہوئی، اس کی تاریخ کی تعیین کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے، نہ رجب میں اور نہ ہی کسی اور مہینے میں، اور اگر اس رات کی تعیین ثابت ہو جائے تو بھی عبادت اور اجلاس و محفلیں منعقد کر کے اس شب کی تخصیص جائز نہیں ہے، کیوں کہ نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہ تو اس شب کی کوئی محفل منعقد کی اور نہ ہی اس رات کو کسی عبادت وغیرہ کے لیے خاص کیا، چونکہ آپ ﷺ نے رسالت کو پہنچا دیا اور امانت ادا کر دی، اس لیے اگر اس شب کی تعظیم اور اس میں محفل کا انعقاد اللہ کے دین کا حصہ ہوتا تو آپ ﷺ اسے ضرور بیان فرما دیتے۔

پندرھویں شعبان کی بدعت:

شعبان کی پندرھویں شب (شبِ براءت) منانے اور اس دن بطورِ خاص روزہ رکھنے کی کوئی قابلِ اعتماد دلیل نہیں ہے۔ اس کی فضیلت کے بارے میں

Marfat.com

چند ضعیف اور من گھڑت احادیث وارد ہیں جو لائقِ اعتبار نہیں ہیں۔ اس طرح اس شب نماز ادا کرنے کے سلسلے میں وارد تمام احادیث موضوع (من گھڑت) ہیں، جیسا کہ امام ابن رجب رحمہ اللہ نے تنبیہاً فرمایا ہے۔

حافظ ابن صلاح زید بن اسلم سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''ہم نے اپنے علما اور فقہا میں سے کسی کو بھی پندرھویں شعبان کا اہتمام کرتے نہیں پایا ہے۔''

Marfat.com

نواقضِ اسلام

علما نے بیان کیا ہے متعدد نواقض اور اعمال کے ارتکاب سے مسلمان دین سے مرتد ہو کر کافر دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اس کا مال اور خون حلال ہو جاتا ہے۔ ذیل میں اختصار کے ساتھ ان نواقضِ اسلام میں سے دس ایسے امور کا تذکرہ کیا جا رہا ہے، جو بے حد خطرناک ہیں اور ان کا ارتکاب بہ کثرت ہوتا ہے:

1. اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی کو شریک ٹھہرانا، جس کا بیان سابقہ سطور میں آ چکا ہے۔
2. جو شخص اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطے بنائے، ان کو پکارے، ان سے شفاعت طلب کرے، ان سے دعا کروائے اور ان ہی پر توکل کرے تو اس نے متفقہ طور پر کفر کیا۔
3. جو مشرکین کو کافر نہ سمجھے یا ان کے کفر میں شک کرے یا ان کے مذہب کو صحیح سمجھے تو اس نے کفر کیا، لہٰذا ہر وہ شخص جو اسلام کو اپنا دین نہ مانے، وہ کافر ہے، خواہ وہ نصرانی ہو یا یہودی یا بدھسٹ یا ان کے علاوہ کسی بھی مذہب کا ماننے والا ہو، خواہ وہ قریب ہو یا دور، دورِ حاضر میں موجود ہو یا ماضی میں گزر چکا ہو۔
4. جو شخص اللہ کے رسول کے طریقے کے علاوہ کسی دوسرے طریقے کو مکمل

Marfat.com

ہدایت کا ذریعہ سمجھے یا کسی دوسرے حکم کو آپ ﷺ کے حکم سے بہتر سمجھے، جیسا کہ بعض لوگ طاغوت کے حکم کو اللہ کے حکم پر مقدم رکھتے ہیں تو ایسا شخص کافر ہے یا اسی طرح غیر شرعی اور وضعی قوانین کو مقدم کرنا، ان کے مطابق فیصلہ صادر کرنا یا یہ عقیدہ رکھنا کہ اس صدی کے لیے اسلام موزوں نہیں ہے، اسلامی قوانین کو مسلمانوں کی پستی و تنزلی کا سبب سمجھنا، اسلام اور اسلامی قوانین کو صرف مسجد کی چہار دیواری تک محدود رکھنا، اسے زندگی کے دوسرے میدان سے باہر سمجھنا یا اس طرح احکامِ الٰہی کے نفاذ میں چور کا ہاتھ کاٹنا، زنا کار کو رجم کرنا اور دوسری اسلامی سزاؤں کو یہ کہہ کر ٹھکرا دینا کہ یہ اس دور سے میل نہیں کھاتی ہیں یا یہ عقیدہ رکھنا کہ معاملات اور سزاؤں میں اللہ کی شریعت کے بغیر (قانونِ وضعی کے مطابق) فیصلہ کرنا بھی درست ہے یا شریعت کے بغیر فیصلہ افضل ہے، اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال سمجھنا اور حلال کو حرام سمجھنا، یہ سب ایسے عقائد ہیں، جن سے انسان کافر ہو جاتا ہے اور اس کے کفر پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔

5 جو شخص نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے کسی بھی حصے سے بغض رکھے یا اسے ناپسند کرے، اگرچہ اس پر عمل کرتا ہو تو اس نے کفر کیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ﴾

[محمد: ۹]

''یہ اس لیے کہ بے شک انھوں نے اس چیز کو ناپسند کیا جو اللہ نے نازل کی، پھر اس نے بھی ان کے (نیک) اعمال ضائع کر دیے۔''

Marfat.com

6 جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین کے کسی بھی حصے کا مذاق اڑائے تو اس نے کفر کیا، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ۝لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ﴾ [التوبة: ٦٥،٦٦]

''کہہ دیجیے: کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ مذاق کیا کرتے تھے؟ (اب) بہانے مت بناؤ، یقیناً تم نے اپنے ایمان کے بعد کفر کیا ہے۔''

7 جادو کرنا، کرانا اور سیکھنا، سکھانا۔ اس کے ذریعے میاں بیوی کے درمیان جدائی اور نفرت پیدا کرنا یا ان کے درمیان جادو کی مدد سے محبت و الفت پیدا کرنا جو شخص ان چیزوں کو مانے، جادو کرے یا کرائے یا اسے پھیلائے تو وہ کافر ہے، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَ مَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾ [البقرة: ١٠٢]

''وہ دونوں (فرشتے) جادو سکھانے سے پہلے کہہ دیتے تھے کہ ہم تو صرف آزمائش ہیں، لہٰذا تو کفر نہ کر۔''

8 مسلمانوں کے مقابلے میں مشرکین کی مدد کرنا، ان کا ساتھ دینا، ان کی مدد کرنا وغیرہ، یہ وہ اعمال ہیں جن کے کرنے سے ایک مسلمان کافر ہو جاتا ہے، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ [المائدة: ٦١]

''اور تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو بے شک وہ انہی

Marfat.com

میں سے ہوگا۔ یقیناً اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔‘‘

9 جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ بعض لوگوں کے لیے شریعتِ محمدی ﷺ سے خروج اختیار کرنا (باہر نکل جانا) جائز ہے، جس طرح حضرت خضر علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے دائرے سے باہر تھے، جس طرح بعض صوفیہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان پر سے شرعی احکام ساقط ہو جاتے ہیں، انھیں عمل کی ضرورت نہیں تو ایسا شخص کافر ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ [آل عمران: ۸۵]

’’اور جو اسلام کے سوا کوئی اور دین تلاش کرے گا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔‘‘

10 اللہ کے دین سے اعراض کرنا، یعنی منہ موڑنا اور اسے سیکھنے نیز اس پر عمل کرنے سے پیچھا چھڑانا، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ﴾ [السجدة: ۲۲]

’’اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جسے اس کے رب کی آیات کے ساتھ نصیحت کی گئی، پھر اس نے ان سے اعراض کیا، یقیناً ہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں۔‘‘

تارکِ نماز:

ترکِ نماز ایک عظیم جرم، گھناؤنا مرض اور بہت بڑی آفت ہے۔ بے نمازی شیطان کے معاون، رحمان کے دشمن، مومنوں کے حریف اور کافروں کے بھائی

Marfat.com

ہیں۔ ان کا حشر فرعون و ہامان کے ساتھ ہو گا اور وہ ان کے ساتھ ہی جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((بَیْنَ الرَّجُلِ وَ بَیْنَ الْکُفْرِ أَوِ الشِّرْکَ تَرْکُ الصَّلَاةِ)) (رواہ مسلم)

''آدمی، کفر یا شرک کے درمیان حدِ فاصل نماز ہی ہے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اعمال میں نماز کے سوا کسی دوسرے کام کو صریح کفر نہیں سمجھتے تھے۔'' (رواہ الترمذی والحاکم)

علامہ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جب ہم بے نمازی پر کفر کا حکم لگاتے ہیں تو یہ اس بات کا متقاضی ہے کہ اس پر مرتد کے احکام نافذ ہوں۔ چنانچہ بے نمازی سے شادی کرنا جائز نہیں، اگر نکاح ہو گیا اور وہ بے نمازی ہے تو یہ نکاح باطل ہو جائے گا، اگر نکاح ہو جانے کے بعد بے نمازی ہو گیا تو اس کا نکاح فسخ ہو جائے گا اور اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی، اگر وہ جانور ذبح کرے تو اس کا ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا۔ بے نمازی مکہ مکرمہ میں بھی داخل نہیں ہو سکتا، اس کے کسی قریبی رشتے دار کی موت پر اسے وراثت میں سے حصہ نہیں مل سکتا، بے نمازی اگر مر جائے تو اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی نہ اسے غسل دیا جائے گا اور نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ قیامت کے دن اس کا حشر کافروں کے ساتھ ہو گا۔ وہ جنت میں نہیں داخل ہو سکتا، اس کے مرنے کے بعد اس کے لیے دعائے مغفرت نہ کریں، کیوں کہ

Marfat.com

وہ کافر ہو کر مرا ہے۔ بے نمازی کی موت کے وقت اس کا حال تو اور بھی زیادہ بدترین اور حیران کن ہے۔‘‘

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے:

’’ایک گناہ گار کی موت کا وقت قریب آیا تو اس کے آس پاس لوگوں کو گھبراہٹ محسوس ہوئی، اسے کلمہ لا إله إلا الله کی تلقین کرنا چاہا، مگر وہ برابر آنسو صاف کرتا رہا، جب اس پر نزع کا عالم طاری ہوا اور اس کی روح قبض ہونے لگی تو اس نے بلند آواز سے چیختے ہوئے کہا: میں لا إله إلا الله کہوں بھی تو مجھے کیا فائدہ حاصل ہوگا؟ کیوں کہ میں بے نمازی تھا، مجھے معلوم نہیں کہ میں نے اللہ کے واسطے ایک وقت کی بھی نماز پڑھی ہو، یہ کہہ کر اس کی سانس اکھڑ گئی اور ہچکیاں آنے لگیں، حتیٰ کہ وہ فوت ہو گیا۔‘‘

’’عمر بن عبدالعزیز بن زبیر بسترِ مرگ پر تھے اور زندگی کی آخری سانسیں گن رہے تھے، ان کے گھر والے ان کے پاس بیٹھ کر رو رہے تھے اور وہ موت سے نبرد آزما تھے، اسی دوران انھیں مغرب کی آواز سنائی دی، ان کے حلق میں سانس کی غرغراہٹ سنائی دی اور نزع کی کیفیت میں شدت پیدا ہو گئی، تکلیف بھی بہت بڑھ گئی تھی، لیکن اذان سن کر اپنے اردگرد بیٹھنے والوں سے کہنے لگے، مجھے ہاتھوں سے اٹھا کر لے چلو، لوگوں نے پوچھا: کہاں؟ کہنے لگے: مسجد لے چلو۔ لوگوں نے کہا: آپ اس حال میں مسجد جائیں گے؟ فرمانے لگے: سبحان اللہ میں اذان کی آواز سنوں اور مسجد نہ جاؤں!

Marfat.com

میرا ہاتھ پکڑو اور مجھے مسجد لے چلو، چناں چہ انھیں دو آدمیوں کے سہارے مسجد لے جایا گیا، آپ مسجد جا کر جماعت میں شامل ہوئے، امام کے ساتھ ابھی ایک رکعت ادا کی تھی کہ حالتِ سجدہ میں ان کی روح پرواز کر گئی۔ اللہ اکبر! آپ کا انتقال حالتِ سجدہ میں ہوا۔''

عطا بن سائب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ہم عبد الرحمان السلمی رحمہ اللہ کی بیماری کے دوران مسجد میں عیادت کے لیے آئے، آپ سخت تکلیف سے دوچار تھے، نزع کا عالم طاری تھا اور روح قبض ہوا ہی چاہتی تھی، ہم نے ان کی یہ حالت دیکھ کر ازراہِ شفقت ان سے کہا کہ آپ گھر چل کر بستر پر لیٹتے تو کچھ آرام مل جاتا۔ انھوں نے اسی حالت میں انتہائی تکلیف برداشت کرتے ہوئے فرمایا: مجھ سے فلاں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ))

(رواہ مسلم)

''تم جب تک مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرتے رہو، اس وقت تک نماز کی حالت میں رہتے ہو۔''

اس لیے میں چاہتا ہوں کہ میری روح اس حال میں قبض کی جائے کہ میں نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھا رہوں۔ پس جس نے نماز قائم کی اور اپنے مولا کی اطاعت پر صبر کیا تو اس کا خاتمہ بھی اسی کی رضا ہی پر ہوتا ہے۔''

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے والے، عاجزی کرنے والے،

Marfat.com

فرماں بردار، خشوع اختیار کرنے والے، عبادت گزار اور صالح انسان تھے۔ آہِ سحر گاہی سے رات نے اور توبہ و استغفار سے دن نے ان کی شناخت کر لی تھی۔

غزوہ بنو قریظہ میں آپ زخمی ہو گئے تھے۔ چند دن آپ بیماری میں مبتلا رہے، پھر آپ کی موت واقع ہو گئی۔ جب نبی کریم ﷺ کو آپ کی وفات کی خبر دی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: چلو سعد کے گھر چلتے ہیں۔ راوی جابر بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ روانہ ہوئے، ہم لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ چل پڑے۔ آپ ﷺ اس قدر تیز رفتاری سے چل رہے تھے کہ آپ ﷺ کے ساتھ چلنے میں ہمارے جوتوں کے تسمے ٹوٹ گئے اور ہماری چادریں کاندھوں سے گر پڑیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کی تیز رفتاری پر حیرت و تعجب کرتے ہوئے آپ ﷺ سے اس قدر تیز چلنے کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے خوف ہے کہ ہمارے پیچھے رہ جانے سے کہیں فرشتے ہم سے پہلے وہاں پہنچ کر انھیں بھی حنظلہ بن صفوان رضی اللہ عنہ کی طرح غسل نہ دے دیں۔ نبی کریم ﷺ جب ان کے گھر پہنچے تو ان کا انتقال ہو چکا تھا اور ان کے دوست احباب انھیں غسل دے رہے تھے، ان کی والدہ رو رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے انھیں دیکھ کر فرمایا: ”ام سعد کے علاوہ ہر رونے والی عورت جھوٹ موٹ روتی ہے۔“ تجہیز و تکفین کے بعد ان کو اٹھا کر قبرستان لے جایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ بھی جنازے کے ساتھ قبرستان گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے اس سے ہلکی میت اس سے پہلے کبھی نہیں اٹھائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس دن سے پہلے فرشتے کبھی کسی کی میت لے جانے کے لیے زمین پر اس طرح نہیں اترے تھے۔ تمھارے ساتھ فرشتوں نے بھی جنازہ اٹھا رکھا تھا اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ سعد کی روح کی آمد پر باہم ایک

Marfat.com

دوسرے کو مبارک باد دے رہے تھے، سعد کی موت پر عرش بھی لرز اٹھا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتۡ لَهُمۡ جَنّٰتُ الۡفِرۡدَوۡسِ نُزُلًا ۝ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا لَا یَبۡغُوۡنَ عَنۡهَا حِوَلًا﴾

[الکهف: ۱۰۷، ۱۰۸]

''بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کیے ان کے لیے بطور مہمانی فردوس کے باغات ہیں اس حال میں کہ وہ ان میں ہمیشہ مقیم ہوں گے، وہاں سے جگہ بدلنا نہیں چاہیں گے۔''

زکات نہ دینا:

زکات نہ دینا گناہِ کبیرہ میں سے ہے، زکات اسلام کا تیسرا عظیم رکن ہے، نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحَ مِنْ نَارٍ)) (رواه مسلم)

''سونے اور چاندی کا مالک جب اس کی زکات نہیں دے گا تو قیامت کے دن اسے آگ کا کڑا پہنایا جائے گا۔ جہنم کی آگ میں اسے گرم کر کے اس سے اس کی پیشانی پہلو اور پیٹھ داغی جائے گی، جب ٹھنڈا ہو جائے تو اسے گرم کر کے پھر داغا جائے گا، اس دن کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہو گی، جس دن کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا۔ ہر شخص اپنا ٹھکانا دیکھ لے اور وہ جان جائے گا کہ وہ جنتی ہے یا جہنمی۔''

Marfat.com

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ آتَاهُ اللّٰهُ مَا لًا فَلَمْ يُوَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعاً أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ يَطُوقُه يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلَهْزَمَتَيْهِ يَعْنِي شِدقَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ، ثُمَّ تَلَا النبيُّ ﷺ ﴿وَ لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ لِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾ [آل عمران: ۱۸۰]))

”اللہ تعالیٰ نے جسے مال سے نوازا ہو اور وہ اس مال کی زکات ادا نہ کرے تو اس کا مال قیامت کے دن اس کی گردن میں دو پھن والے گنجے سانپ کی شکل میں لٹکا دیا جائے گا، جو اسے اس کے جبڑے کی ہڈیوں سمیت جکڑے گا اور کہے گا: میں تیرا مال اور خزانہ ہوں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ”اور جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے بہت کچھ دیا ہے اور وہ اس میں کنجوسی کرتے ہیں تو وہ اس (بخل) کو اپنے لیے ہرگز بہتر نہ سمجھیں، بلکہ وہ ان کے لیے بہت برا ہے۔ جس مال میں انھوں نے کنجوسی کی، قیامت کے دن اسی کے انھیں طوق پہنائے جائیں گے۔ اور آسمانوں اور زمین کی ملکیت اللہ ہی کی ہے اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے خوب باخبر ہے۔“

Marfat.com

خاتمہ

میرے محترم بھائیو اور بہنو! اللہ پر ایمان لاؤ، داعی الی اللہ کی پکار پر لبیک کہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے اور دردناک عذاب سے آپ کو بچالے گا۔

اللہ کی قسم! میں آپ کا خیر خواہ ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ یہ حق آپ پر بالکل واضح ہو چکا ہے اور آپ پر یہ حقیقت آشکار ہو چکی ہے کہ دین صرف ایک ہی ہے، بہت سارے دین نہیں ہیں اور وہ سچا دین یہ ہے کہ عبادت کے لائق صرف وہی ایک معبود ہے جو ہمیشہ رہنے والا، بے مثل و بے نیاز ہے اور جو اس بات سے راضی نہیں ہوتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے، لہٰذا آپ بھی ان لوگوں میں سے نہ ہو جائیں جنھوں نے حق کی بات قبول کرنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا تھا:

﴿إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِم مُّقْتَدُونَ﴾

[الزخرف: ۲۳]

''ہم نے اپنے باپ کو دادا کو ایک دین پر پایا، بے شک ہم تو انہی کے نقشِ قدم پر چلنے والے ہیں۔''

بلکہ آپ برملا یہ اعلان کر دیں کہ ہم موحد ہیں، مطیع اور متبع ہیں۔

مزاروں، درگاہوں اور آستانوں کے پاس موجود بھیڑ سے دھوکا نہ کھائیں اور نہ ہی ان جگہوں پر ہونے والے شرک میں ملوث ہوں، وہاں کے

Marfat.com

قصے کہانیوں کی کثرت، اصحابِ قبور کے دیو مالائی افسانوں، دفعِ مصائب اور قبولیتِ دعا کے فرضی و من گھڑت واقعات سے کبھی دھوکا نہ کھائیں، جنھیں ان قبوریوں نے لوگوں کو اپنے جال میں پھنسانے کے لیے گھڑ رکھا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے چچا ابو طالب کو دیکھیے کہ جو نبی کریم ﷺ کی نبوت کی حقانیت کی تصدیق کرتے تھے، اسلام کو دینِ حق مانتے تھے اور بتوں کی پرستش سے کنارہ کش ہو گئے تھے، پھر ان کو بار بار دہرایا کرتے تھے:

وَاللّٰهِ لَنْ یَصِلُوْ إِلَیكَ بِجَمْعِهِمْ ... حَتیٰ أُوسَدَ فِيْ التُّرَابِ دَفِیْناً
وَدَعَوتَنِيْ وَعَلِمْتُ أَنَّكَ نَاصِحِي ... فَلَقَد صَدَقْتَ وَ كُنتَ فِینا أَمِیْناً
وَعَرَضْتَ دِیْناً قَدْ عَرَفْتُ بِأَنَّهُ ... مِنْ خَیْرِ أَدْیَانِ الْبَرِیَّةِ دِیْناً
لَوْ لَا الْمُلَامَةُ أَوحَذَارُ مُسَبَّةٍ ... لَوَجَدْتَنِيْ سَمْحاً بِذَاكَ مُبِیْناً

”قسم ہے اللہ کی! یہ اپنے لشکر کے ساتھ آپ تک اس وقت نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ آپ زندہ ہیں، تم نے مجھے دعوت دی ہے، میں جانتا ہوں کہ یقیناً تم میرے خیر خواہ ہو، تم نے سچ بیان کیا ہے اور تم ہمارے درمیان امین تھے، تم نے مجھ پر ایسا دین پیش کیا ہے جو تم ادیان سے بہتر ہے، اگر قوم کی ملامت اور گالی گلوچ کا خوف نہ ہوتا تو مجھے کھلے عام اس کے پیروکاروں میں سے پاتے۔“

لیکن باپ دادا کی روش کی مخالفت کے خوف نے انھیں قبولیتِ حق سے محروم رکھا، ذرا ان کا حال تو دیکھیے کہ بسترِ مرگ پر ہیں، جسم کمزور ہو چکا ہے، بڑھاپے کی وجہ سے ہڈیاں سوکھ کر پتلی ہو چکی ہیں اور امید کی کرن ڈوب چکی ہے۔

نبی کریم ﷺ آپ کے سرہانے کھڑے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے فرما رہے ہیں:

Marfat.com

"اے چچا جان! لا إله إلا اللّٰه کہہ دیجیے، لا إله إلا اللّٰه کہہ دیجیے۔"

مگر بستر کے سرہانے پر کفارِ قریش بھی کھڑے ہیں، جب ابو طالب نے کلمہ توحید کی شہادت دینا چاہی تو ان کے کافر دوستوں نے غیرت دلاتے ہوئے ان سے کہا: ابو طالب! کیا تم آخری وقت میں عبدالمطلب کے دین سے پھر جاؤ گے؟ کیا تم آخری وقت میں عبدالمطلب کے دین سے پھر جاؤ گے؟ نبی کریم ﷺ انھیں بار بار کلمہ شہادت پڑھنے کی تلقین کرتے رہے اور سردارانِ قریش انھیں باپ دادا کی ملت پر قائم رہنے کی ترغیب دلاتے رہے، یہاں تک کہ اپنے آباو اجداد کے دین اور بت پرستی پر ان کا انتقال ہو گیا، ابو طالب کی وفات ہو گئی۔

ابو طالب مر گئے اور اس دنیا سے رخصت ہو کر جہنم میں اپنا ٹھکانے پر پہنچ گئے جو لوٹ کر جانے کی بہت بری جگہ ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں پر جنت حرام کر رکھی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا:

آپ کے چچا ابو طالب تو آپ کی بڑی مدد کرتے تھے، آپ کے سرپرست ونگراں بھی تھے، مگر کیا آپ کی مدد کرنا انھیں کچھ فائدہ پہنچائے گی؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَجَدْتُهُ فِي غَمَرَاتٍ مِّنَ النَّارِ فَأَخْرَجْتُهُ إِلٰى ضَحْضَاحٍ مِّنَ النَّارِ تَحْتَ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ مِنْ نَّارٍ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ)) (متفق علیه)

"ہاں، میں نے انھیں سخت جہنم کے بیچوں بیچ پایا تھا، پس وہاں سے انھیں نکال کر جہنم کے ٹخنوں جتنی گہری جگہ پہنچ دیا۔ ان کے دونوں قدموں کے نیچے آگ کے انگارے دہک رہے ہیں جن سے ان کا

Marfat.com

دماغ کھولتا ہے۔"

اب ذرا ایک نظر بت کش، بیت اللہ الحرام کے بانی ابراہیم علیہ السلام پہ ڈالیے، جنھیں اللہ کی راہ میں آزمایا گیا اور سخت تر تکلیفیں پہنچائی گئیں، وہ بھی قیامت کے دن اپنے والد کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے، کیوں کہ ان کی موت شرک پر ہوئی تھی، چنانچہ صحیح بخاری میں مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام اپنے والد آزر سے ملاقات کریں گے، ان کا چہرہ مرجھایا ہوا اور گرد آلود ہوگا، ابراہیم علیہ السلام ان سے کہیں گے کہ کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کیجیے؟ ان سے آزر کہیں گے: آج میں تمھاری نافرمانی نہیں کروں گا۔ ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے: اے میرے رب! تو نے قیامت کے دن مجھے رسوائی سے بچانے کا وعدہ کیا ہے، میری اس رسوائی سے بڑی رسوائی اور کیا ہوگی کہ میرے والد مجھ سے دور رہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے کافروں کے لیے جنت حرام کر رکھی ہے۔" (رواه البخاري)

قارئین کرام!

آپ حضرات متنبہ ہوں اور ان آیات پر غور کریں:

﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۝ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ﴾ [عبس: ٣٤، ٣٧]

"اس دن آدمی اپنے بھائی، اپنی ماں، اپنے باپ، اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا، اس دن ان میں سے ہر ایک کا ایسا حال ہوگا

Marfat.com

کہ اسے دوسرے کا قطعاً خیال نہ رہے گا۔‘‘

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿یَوْمَ لَا یَنفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ﴾ [الشعراء: ۸۸، ۸۹]

’’جس دن مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گی، لیکن فائدہ والا وہی ہو گا جو اللہ تعالیٰ کے سامنے بے عیب دل لے کر جائے گا۔‘‘

اس لیے آپ خود راہِ حق اختیار کرنے والے اور دوسروں کو بھی حق کی دعوت دینے والے بنیں۔ اس کائنات میں توحید کے حقیقی داعی بن کر گزاریں، اللہ تعالیٰ سے ہم تمام لوگوں کے لیے ہدایت اور عافیت طلب کرتے ہیں، وہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔

وصلی اللّٰه وسلم علیٰ خیر خلقه محمد وعلیٰ آله وصحبه أجمعین.

Marfat.com

والدین کی نافرمانی کا انجام

لرزہ خیز حقائق اور عبرت ناک واقعات کے ساتھ

تالیف

ابراهیم بن عبدالله الحازمی

ترجمہ

فضیلۃ الشیخ مولانا رحمت اللہ شاکر حفظہ اللہ

مدرس جامعہ اسلامیہ سلفیہ گوجرانوالہ

نظر ثانی

حافظ شاہد محمود

فاضل مدینہ یونیورسٹی

مکتبہ بیت السلام

الریاض، لاهور

Marfat.com

500

سوال و جواب

برائے

جادو و جنات

تالیف

ڈاکٹر رضا عبداللہ پاشا

ترجمہ

فضیلۃ الشیخ سعید الرحمٰن ہزاروی حفظہ اللہ تعالیٰ

مدرس جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ

نظرثانی

حافظ شاہد محمود

فاضل مدینہ یونیورسٹی

مکتبہ بیت السلام

ریاض۔ لاہور

Marfat.com